بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ

الفرقان

ربوہ

مئی ۱۹۶۳ء

(ایڈیٹر)

ابوالعطاء جالندھری

سالانہ
بدل اشتراک

پاکستان و بھارت چھ روپے ؛ دیگر ممالک تیرہ شلنگ

مولوی ابو العطاء صاحب اور پادری عبد الحق صاحب کا

تحریری مناظرہ

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

محترم مولوی ابو العطاء صاحب خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے ایک ممتاز عالم ہیں جو مسیحیت کا خاص مطالعہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے "مباحثہ مصر" کے متعلق میرا مختصر سا ریویو کچھ عرصہ ہوا شائع ہو چکا ہے۔ اب انہوں نے مجھے اپنا وہ "تحریری مناظرہ" بھجوایا ہے جو کچھ عرصہ ہوا ان کے اور عیسائیوں کے مشہور مناظر پادری عبد الحق صاحب چندی گڑھ انڈیا کے درمیان **الوہیت مسیح** کے عقیدہ کے متعلق تحریری طور پر ہوا تھا۔ اس مناظرہ میں بھی خدا نے اپنے فضل سے حضرت کاسر صلیب علیہ السلام یعنی مسیح محمدی کے شاگرد کو **نمایاں فتح** عطا کی اور پادری عبد الحق صاحب یہ مناظرہ درمیان میں ہی نامکمل چھوڑ کر کنارہ کشی اختیار کر گئے۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بڑا کام کسر صلیب بھی تھا اور حضور نے مسیحیت کے خلاف شاندار فاتحانہ مجاہدہ کا رنگ پیدا کر کے اپنے مخالفوں تک سے "**فتح نصیب جرنیل**" کا لقب حاصل کیا۔ اس لئے ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہئے کہ وہ بھی مسیحیت کے مطالعہ کی طرف خاص توجہ دیں تاکہ دنیا بھر میں کسر صلیب کا کام شاندار رنگ میں پورا ہو جائے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ مولوی ابو العطاء صاحب کی یہ کتاب جو "**تحریری مناظرہ**" کے نام سے چھپی ہے انشاء اللہ اس کام کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ پس دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ تاکہ "کاسر صلیب" کا ہر شاگرد بھی کسر صلیب کے کام میں اپنی توفیق اور طاقت کے مطابق حصہ دار بن جائے۔

خاکسار مرزا بشیر احمد
۱۷/۴/۶۳

نوٹ:۔ کتاب "تحریری مناظرہ" مکتبہ الفرقان ربوہ سے مل سکتی ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

(ادارہ)

احتجاج

کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کے بارے میں حکومتِ مغربی پاکستان کا
غلط اقدام

انتہائی حیرت، تعجب اور گہرے رنج کی بات ہے کہ اسلام سے برگشتہ ہونے والے ایک عیسائی پادری سراج الدین کے چار سوالوں کے اسلام، قرآن مجید اور سرورِ کونین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و برتری ثابت کرنے والے جو مسکت، مدلّل اور واضح جوابات ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے شائع فرمائے تھے انہیں آج ۱۹۶۳ء میں مغربی پاکستان کی اسلامی حکومت نے ضبط قرار دیا ہے کیوں؟ کہا گیا ہے کہ اس سے عیسائیوں اور مسلمانوں بالخصوص عیسائیوں اور احمدیوں میں منافرت پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر یہ عجیب معمّہ ہے کہ گزشتہ چھیاسٹھ ۶۶ سال میں یہ منافرت نہ پیدا ہوئی۔ انگریزی حکومت کے عہد میں نہ پیدا ہوئی۔ اور کبھی احتجاج نہ ہوا۔ صرف آج مغربی پاکستان کے حکام کو ہی اس کا احساس ہوا ہے۔ کیا عیسائی پادریوں کو خوش کرنے کی یہ سکیم عمداً اختیار کی گئی ہے؟

آج پاکستان میں شور ہے کہ عیسائی پادری دھڑا دھڑ مسلمانوں کو عیسائی بنا رہے ہیں اور جائز و ناجائز ذرائع سے کلمہ گوؤں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے مگر ہماری حکومت ہے کہ اس جارحانہ حملہ کے دفاع کے جوابی مفید لٹریچر کو ضبط کرنے کے درپے ہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ ہی ہماری قوم اور ہمارے ملک کا محافظ ہے۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ پادریوں نے دیگر مختلف مسلمان مصنّفین کی پچاس کے قریب کتابوں کی ضبطی کے لئے بھی سکیم بنا رکھی ہے۔ اسلئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس موقعہ پر متحدہ طور پر حکومت پر واضح کریں کہ اس کا یہ اقدام غیر دانشمندانہ اور سراسر نامناسب ہے۔

ہم نے رسالہ "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" بارہا پڑھا ہے اور آج بھی

اسے مطالعہ کیا ہے اس میں صرف قرآن مجید اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و برتری کا نہایت دلنشین انداز میں اثبات ہے اور عیسائی سائل کے سوالات کے جواب میں اسلام اور عیسائی عقائد کا مؤثر موازنہ ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس رسالہ کو پڑھنے سے عیسائی عقائد کا بودا پن بالکل نمایاں ہو جاتا ہے۔ مگر کیا حکومتِ مغربی پاکستان کے لئے روا ہے کہ صرف اس بناء پر کسی رسالہ کو ضبط کر لیا کرے؟ ہمارے نزدیک اس جوابی رسالہ میں کوئی حصہ یا عبارت اشتعال انگیز یا منافرت پھیلانے والی نہیں ہے اور ہمیں **کامل یقین** ہے کہ کوئی غیر جانبدار جج حکومت کے اس حکم کو ہرگز جائز قرار نہ دے گا اسلئے ہم پورے زور سے **اپیل** کرتے ہیں کہ حکومتِ مغربی پاکستان **عدل و انصاف** کے **تقاضا** کو پورا کرنے کے لئے فوراً اپنے حکم کو واپس لے کر **عمدہ مثال** قائم کرے۔

ابوالعطاء جالندھری

۷؍ مئی ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا

تعلیمی تربیتی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

مئی ۱۹۶۳ء — ذوالحجہ ۱۳۸۲

(ایڈیٹر)

ابو العطاء جالندھری

سالانہ بدل اشتراک

پاکستان و بھارت .... چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ
فی پرچہ .... دس آنے صرف
بدلِ اشتراک بنام مینیجر پیشگی آنا چاہیئے!

اعزازی اراکین ادارہ

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب
〃 قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری
〃 شیخ مبارک احمد صاحب آف نیروبی
〃 مولانا محمد سلیم صاحب آف کلکتہ

جلد ۱۳
شمارہ ۵

ماہنامہ **الفرقان** ربوہ

مئی ۱۹۶۳ء
ذوالحجہ ۱۳۸۲ھ

مندرجات

- تحریری مناظرہ پر حضرت میرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا مختصر تبصرہ ———— ٹائیٹل صفحہ ب
- دنیا کا نجات دہندہ کون ہے؟ مسیح ناصری یا سرورِ کونین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم؟ ———— صفحہ ۳
- مذہبی خونریزی کو روکنے کا بہترین طریقہ (مدیر دعوت کی تجویز کی تائید) ———— صفحہ ۱۲
- شذرات ———— صفحہ ۱۵
- "کافرستان" میں تبلیغِ اسلام کی تحریک ———— صفحہ ۲۱
- ایڈیٹر کی ڈاک ———— صفحہ ۲۴
- قرآن مجید میں تورات کا ایک حوالہ (مستشرقین کے اعتراض کا جواب) ———— صفحہ ۲۵
- ہندوستان پر اسلام کا اثر (آخری قسط) ———— صفحہ ۳۰
- عیدِ قربان (نظم) ———— صفحہ ۴۰
- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا عدالتی بیان (غیر مبائعین کی غلط فہمی کا ازالہ) ———— صفحہ ۴۱
- الفرقان کے خاص معاونین ———— صفحہ ۴۵

درویشانِ قادیان نمبر

اس خاص تبلیغی اور تربیتی نمبر کا مواد تکمیل پذیر ہو چکا ہے بیش قیمتی اور تاریخی نادر یادداشت الفرقان کے خاص نمبر میں عنقریب شائع ہو رہی ہے اگلے رسالہ میں تاریخ اشاعت کا اعلان ہوگا۔ آپ الفرقان کے خریدار بنکر ابھی سے اس خاص نمبر کو اپنے لئے مخصوص کرالیں!

(مینیجر الفرقان ربوہ)

نشان

اگر اس دائرہ میں ◯ میں سرخ × کا سرخ نشان ہے تو آپ کا چندہ ختم ہے آئندہ کے لئے چندہ ارسال فرما دیں یا اطلاع کر دیں۔ ورنہ آئندہ ماہ آپ کے نام وی پی آئے گا جسے وصول کرنا آپ کا فرض ہوگا۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

میری بیماری اور مشرقی پاکستان سے واپسی

خاکسار بلڈ پریشر اور اعصابی کمزوری سے کئی ماہ سے بیمار ہے۔ گزشتہ دنوں **افاقہ** محسوس ہونے پر نظارت اصلاح و ارشاد کے ایماء پر خاکسار کچھ عرصہ کے لئے مشرقی پاکستان کے دورہ پر گیا تھا مگر وہاں کی آجکل کی مرطوب آب و ہوا میری موجودہ صحت کے مناسب ثابت نہیں ہوئی تاہم ہی سیدھے بڑھ گئی بخار اور کھانسی وغیرہ کا بھی اضافہ ہو گیا۔ ڈاکٹری رپورٹ اور جناب امیر صاحب مشرقی پاکستان کی اطلاع نیز میری درخواست پر نظارت نے **دو ماہ** کی رخصت منظور فرما کر واپسی کے لئے **تار** دیدیا چنانچہ میں ربوہ واپس آگیا ہوں احباب سے **دردمندانہ** درخواست ہے کہ صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار ابوالعطاء جالندھری

ربوہ مغربی پاکستان ۵/۵/۶۳

اداریہ

"دنیا کا منجی" کون ہے؟[۱]

مسیح ناصری یا سرورِ کونین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم؟

عیسائیوں کے تازہ ترین کتابچہ کا جواب

سیالکوٹ چھاؤنی کے مسیحی ماسٹر برکت اے خان نے اپنے تازہ پمفلٹ "دنیا کا منجی" میں مسلمانانِ پاکستان کو دعوت دی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا کا منجی تسلیم کریں اور ان کے علاوہ کسی اور کو انسانیت کا نجات دہندہ تسلیم نہ کریں۔ مسٹر برکت اے خان نے یہ رسالہ بزعمِ خویش "کتابِ مقدس کی روشنی میں" تحریر کیا ہے اسلئے ضروری ہے کہ ہم اس رسالہ کی محتویات کا جائزہ عیسائیوں کی کتابِ مقدس کے مطابق لیں۔ کیونکہ ہمارا مدعا یہ ہے کہ عیسائی بھائیوں کی غلط فہمی دور کر کے انہیں اس چشمۂ حیات کی طرف توجہ دلائیں جو ہمیشہ کے لئے' اور ساری نسل انسانی کے لئے' زندگی کا پیغام ہے۔ اگرچہ اسلامی عقیدہ اور حقیقت واقعیہ یہی ہے کہ موجودہ بائیبل میں بہت تحریف ہو چکی ہے اور آئے دن اس میں کتر بیونت ہوتی رہتی ہے۔ لیکن چونکہ عیسائی صاحبان اس کے سوا کسی اور کتاب کو حجت نہیں مانتے اسلئے ہم آج کے مقالہ میں کتابِ مقدس کے مطابق ہی گفتگو کریں گے۔

پیشِ نظر پمفلٹ کا تفصیلی جائزہ لینے سے پیشتر یہ سوال حل طلب ہے کہ آیا حضرت مسیح نے کبھی یہ دعویٰ فرمایا کہ میں دنیا کا منجی ہوں؟ کتابِ مقدس کے مندرجہ ذیل حوالجات عیسائی صاحبان کے لئے قابلِ غور ہیں:-

(۱) "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (متی ۱۵ : ۲۴)

(۲) "ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور ان کو حکم دیکر کہا: غیر قوموں کی طرف نہ جانا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔" (متی ۱۰ : ۵-۷)

(۳) "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابنِ آدم آجائے گا۔" (متی ۱۰ : ۲۳)

ان اور ایسے متعدد اقتباسات سے روشن ہے کہ کتابِ مقدس کے مطابق حضرت مسیح کا مشن صرف بنی اسرائیل

---

[۱] یہ مضمون اپنی اہمیت کے پیشِ نظر علیحدہ بھی شائع ہوگا انشاء اللہ۔

سے مختص تھا اور اسرائیل کا گھرانا ہی ان کی دنیا تھی اور اسرائیلیوں کے پراگندہ فرقے ہی ان کی ساری قومیں تھیں۔ انہوں نے خود بھی صرف بنی اسرائیل کو خطاب کیا اور اپنے فرستادہ مبلغین کو بھی یہی ہدایت فرمائی اور اپنی آمد ثانی تک ان کا یہی پروگرام مقرر فرمایا کہ وہ اسرائیل کے شہروں میں منادی کرتے رہیں۔ پس حضرت مسیحؑ نے کبھی اپنے آپ کو ساری دنیا اور تمام انسانوں کے لئے بطور رسول پیش نہیں فرمایا اسلئے ان کو دنیا کا منجی ٹھہرانا درست نہیں ہوسکتا۔ ہاں کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ:-

"جب تاکستان کا مالک آئے گا تو ان
باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ انہوں نے
اس سے کہا ان بدکاروں کو بُری طرح ہلاک
کرے گا اور باغ کا ٹھیکہ دوسرے
باغبانوں کو دے گا جو موسم پہ اس کو
پھل دیں۔ یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے
کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو
معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے
کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے
ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے اسلئے
میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت
تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو
اس کے پھل لائے دے دی جائے گی اور
جو اس پتھر پہ گرے گا ٹکڑے ٹکڑے
ہو جائے گا لیکن جس پہ وہ گرے گا اُسے
پیس ڈالے گا" (متی ۲۱ باب ۴۰-۴۴)

حضرت مسیحؑ کی اس تمثیل اور ان کے اس بیان سے واضح ہے کہ مسیح کے بعد آنے والا موعود جسے انجیلی زبان میں تاکستان کا مالک قرار دیا گیا ہے مسیحؑ سے بڑا ہے مسیح اگر بیٹا ہے تو وہ باپ ہے۔ اس کی بعثت پر خدا کی بادشاہت بنی اسرائیل سے لے لی جائے گی اور دوسرے باغبانوں کو دیدی جائیگی۔ پس کتاب مقدس کے مطابق دنیا کا منجی حضرت مسیح کے بعد آنے والا وجود باجود یعنی سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مسیح دنیا کا منجی نہیں۔ ان کا تو دعویٰ بھی صرف اسرائیل کے گھرانے کے رسول ہونے کا تھا۔ وہ نبی جس نے یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا کا اعلان کیا جس نے اپنے پیغام نجات کو اسود و احمر، مشرقی و مغربی تک وسیع فرمایا، وہ صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بائیبل کی دیگر بشارات بھی اس بارے میں واضح ہیں۔ اور اگر یہ سچ ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے تو حضرت مسیحؑ کے حواریوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے درمیان موازنہ کرنے سے بھی کھل جاتا ہے کہ کامل نجات دہندہ کون ہے؟ مسیح ناصریؑ یا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم؟

اس تمہید کے بعد اب ہم مسٹر برکت اے خان کے پمفلٹ کا مفصل جواب **قولہ** اور **اقول** کے طریق پہ دیتے ہیں:-

(۱) قولہ: "گنہگار اور قصور وار کو سزا نہ دینا عدل اور انصاف کے خلاف ہے"

(رسالہ دنیا کا منجی صفحہ ۱)

اقول:- اگر ہر حالت میں قصور وار کو معاف کرنا "عدل اور انصاف کے خلاف" ہے تو حضرت

مسیح نے کیوں فرمایا کہ:-
"اگر تم آدمیوں کے قصور معاف
کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی
تم کو معاف کرے گا" (متی ۶/۱۴)
اگر انسانی فطرت کا مطالعہ کیا جائے تو ماننا
پڑے گا کہ رحم اور محبت کا تقاضا ہے کہ
ہم بسا اوقات اپنے قصورواروں کو
معاف کرتے ہیں۔ ہماری روزمرہ کی زندگی
اسی **اعلیٰ اصول** پر قائم ہے اسلئے انصاف
کے خلاف ٹھہرانا **انصاف کا خون**
کرنا ہے۔ جج ظالم کو معاف نہیں کر سکتا مگر
مظلوم تو اپنے طور پر معاف کر سکتا ہے۔ کوئی
اور شخص میری مملوکہ اشیاء مجھ سے چھین کر
دوسرے کو نہیں دلا سکتا مگر میں مالک ہونے
کی حیثیت میں اپنی دولت و ثروت غرباء میں
تقسیم کرنے کا پورا حق رکھتا ہوں۔ مسٹر
برکت اللہ خان کا قول ریت کی حیثیت رکھتا
ہے جس پر وہ کفارہ کی بنیاد قائم کرنا چاہتے
ہیں۔

(۲) قولہ:- "اگر خدا کے ہاں گنہگاروں کو ان کے گناہ
کی سزا دینے کے بغیر معاف کرنا عدل اور
انصاف کے خلاف ہے تو گنہگاروں کو ان
کے گناہ کی سزا دینا بھی تو خدا کے رحم اور محبت
کے منافی ہے پس خدائے عادل نے گنہگاروں
کی سزا کا حکم مسیح یسوع کے صلیبی دکھوں اور
صلیبی موت کے وسیلہ سے پورا کیا" (ص ۱۹)

اقول:- اللہ تعالیٰ مالک ہے وہ گناہگار کو
اس کی سچی توبہ پر بغیر کسی سزا کے معاف
کر دیتا ہے۔ اسے تنخواہ دار جج پر
قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر مسٹر برکت اللہ خان
کو یہ بات سمجھ نہ آئے تو میں کہتا ہوں کہ
"تم جا کر اس کے معنے دریافت
کرو کہ میں **قربانی** نہیں بلکہ رحم
پسند کرتا ہوں" (متی ۹/۱۳)
پھر مسٹر برکت کہتے ہیں کہ خدا کا عدل یوں
پورا ہوا کہ اس نے سب گنہگاروں کے
بدلے مسیح یسوع کو صلیب پر مار دیا۔
حالانکہ جسمانی صلیبی موت اور گناہگاروں
کے گناہوں کی سزا میں کوئی جوڑ، کوئی تناسب
اور کوئی رابطہ ہی نہیں۔ پھر یہ کیسا عدل
ہے کہ گناہ کوئی کرے اور سزا کسی اور کو
دیدی جائے؟ کیا رحم و محبت کا تقاضا یہی
تھا کہ چیختے چلاتے "اکلوتے" کو صلیبی
موت دیدی اور اس کی رات بھر کی
دردمندانہ دعاؤں پر کان تک نہ دھرا؟
پھر یہ بھی کوئی انصاف ہے کہ دوسروں کو
دائمی جہنم کی سزا دی جاتی ہے اور
اپنے بیٹے کو صرف تین دن "ہادیہ" میں رکھ کر
چھوڑ دیا؟ یہ بھی حل طلب معمہ ہے کہ "رحم و
محبت" کا اظہار آخر یوں کیوں نہ ہوا کہ

باپ خود صلیب پر چڑھ جاتا تاکہ بیٹے کی دلدوز آہوں "ایلی ایلی لما شبقتانی" تک نوبت نہ آتی؟ ہم زیادہ کیا کہیں صاحب عقل عیسائی صاحبان خود ہی غور فرمائیں۔

(۳) قولہ: "ہم سب آدم کی نسل ہیں .... اور وہ گناہ میں گر گیا تھا .... ہم سب نے آدم کے ساتھ مل کر باغ عدن میں خدا کی نافرمانی اور گناہ کیا تھا .... آدم کے گناہ کے سبب سے نسل آدم موروثی اور **فطرتی** گناہ کے ماتحت ہے" (ص ۶)

اقول (الف) ہم تو حضرت آدم کو گناہ کا مرتکب نہیں سمجھتے کیونکہ گناہ شریعت میں خدا کے حکم کی اُس **خلاف ورزی** کو کہتے ہیں جو **جان بوجھ کر** اور بالارادہ ہو۔ حضرت آدمؑ سے خلاف ورزی تو ہوئی مگر بھول اور نسیان کے باعث۔ فرمایا فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا (طٰہٰ) اسلئے طبعی حد تک انہیں تکلیف بھی ہوئی مگر شریعت کی نظر میں وہ گنہگار نہیں ہیں۔ یہ تو خیر اسلامی نظریہ ہے (ب) مگر مسٹر برکت صاحب نے تو اپنی کتاب مقدس کے بیان کو بھی صحیح طور پر درج نہیں کیا۔ وہاں لکھا ہے کہ "عورت نے جو دیکھا کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے تو اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے خصم کو بھی **دیا** اور اس نے کھایا" (پیدائش ۳/۶) پھر لکھا ہے "آدم نے **فریب** نہیں کھایا بلکہ **عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی** (۱-تمطاؤس ۲/۱۴) پس اصل اور دوہرا گناہ، کتاب مقدس کے مطابق، حوا کا ہے اسلئے اگر نسل آدم گناہگار قرار دیا جائے گی تو حوا کی بیٹیاں اور بیٹے بھی گناہگار ٹھہریں گے۔ اندریں حالات یسوع مسیح کو بھی باقی نسل آدم کی طرح آپ کو گنہگار ماننا پڑے گا اور ان میں بھی موروثی اور فطرتی گناہ کا وجود تسلیم کرنا پڑے گا بلکہ چونکہ حضرت حوا نے بائیبل کے مطابق دوہرا گناہ کیا تھا، خود بھی درخت کا پھل کھایا اور اپنے خاوند کو بھی کھلایا تھا اسلئے محض عورت سے پیدا ہونے والے یسوع مسیح کو آپ زیادہ گنہگار مانیں گے۔ گویا آپ نے یہ سارا گورکھ دھندا تو یسوع مسیح کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے کھڑا کیا تھا مگر اس کے نتیجہ میں وہ عام آدمی کی نسبت بھی زیادہ گناہگار ٹھہریں گے۔ اسی کو کہتے ہیں ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

(ج) اگر بفرض محال حضرت آدم کو گناہگار قرار دیدیا جائے تب بھی نسل آدم کیلئے "موروثی اور فطرتی گناہ" ثابت نہیں ہوتا

کیونکہ کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ:-

۱- "اولاد کے بدلے باپ دادے مارے نہ جائیں۔ نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کی جائے۔ **ہر ایک اپنے ہی سبب مارا جائے گا۔"**

(استثناء ۲۴/۱۶)

۲- "ان دنوں میں یہ پھر نہ کہا جائے گا کہ باپ دادوں نے کچے انگور کھائے اور لڑکوں کے دانت کھٹے ہوگئے کیونکہ ہر ایک اپنی بدکاری کے سبب مرے گا۔ ہر ایک جو کچے انگور کھاتا اس کے دانت کھٹے ہوں گے۔"

(یرمیاہ ۳۱/۲۹-۳۱)

۳- "وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مرے گی۔ **بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھائے گا** اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھائے گا۔"

(حزقیل ۱۸/۲۰)

(۴) قولہ: "انجیل مقدس میں صاف صاف لکھا ہے کہ نبی پاک اور مقدس ہیں۔" (ص۷)

اقول:- الحمد للہ کہ اب عیسائی مناددں کو بھی ہمارے پیش کردہ حوالوں کے باعث یہ تسلیم کرنا پڑا کہ نبی پاک اور مقدس ہیں وہ اب عصمتِ انبیاء کے قائل ہونے لگے ہیں۔ اے کاش! وہ اسے پورے طور پر تسلیم کرلیں۔ ظاہر ہے کہ اگر نبیوں کو سچ مچ پاک تسلیم کرلیا جائے تو پھر مسیحیوں کے کفارہ کے خودساختہ نظریہ کے لئے کوئی جگہ نہیں رہتی۔

(۵) قولہ: "انبیاء کا پاک اور مقدس ہونا ان کے نجات دہندہ ہونے کی ہرگز دلیل نہیں ہے کیونکہ انبیاء اور رسول بھی آدم کی نسل تھے اور ان کی انسانیت بھی آدم کی ذات میں اس وقت پوشیدہ تھی جبکہ آدم نے نافرمانی کرکے ممنوعہ پھل کھایا تھا۔ لہٰذا آدم کی نسل ہونے کے سبب سے کوئی بشر موروثی اور فطرتی بےخطا اور معصوم نہیں ہے۔" (ص۸)

اقول:- آپ پھر وہی ٹیڑھی رفتار اختیار کر رہے ہیں۔ بھلے مانسو! اگر انبیاء **معصوم** نہیں تو وہ "پاک اور مقدس" کس طرح ہوسکے؟ اگر کہو کہ ان میں گناہ کرنے کی قوت موجود تھی مگر وہ اس قوت پر غالب آئے اور انہوں نے ہمیشہ پاکیزگی اور تقدس کو اختیار کیا تو اس میں تو ان کی اور بھی خوبی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ صاحبِ اختیار ہو کر گناہ نہ کرنا بلکہ نیکی کرنا اور بھی کمال ہے بہ نسبت اسکے جسے بدی کرنے کی طاقت و اختیار حاصل ہی نہیں۔ اندھا کہے کہ میں بدنظری نہیں کرتا

تو کیا خوبی ہے لیکن دیدۂ بینا رکھنے والا نامحرموں پر نظر نہ کرے تو قابلِ تعریف ہے۔ علاوہ ازیں مسٹر برکت خان یہ بھی تو سوچیں کہ حضرت مریم اور ابنِ مریم بھی تو نسلِ آدم میں ہی شامل ہیں۔ لوقا انجیل نویس نے ان کا شجرۂ نسب حضرت آدم سے ملایا ہے اور اخیر پر لکھا ہے۔

"وہ آدم کا اور وہ خدا کا تھا" (لوقا باب ۳)

(۶) قولہ: "انبیاء کی پاکیزگی اور صداقت فقط ان کی اپنی ذات تک محدود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب مقدس میں کہیں ذکر نہیں آیا کہ کسی نبی یا رسول نے کسی شخص یا کسی قوم کو ان کے گناہوں سے نجات دینے کا کبھی وعدہ یا اعلان کیا ہو۔" (ص۱)

اقول: عجیب منطق ہے کہ آدم کا مفروضہ گناہ تو ساری نسلِ آدم میں فوراً سرایت کر گیا مگر نبیوں کی پاکیزگی اور صداقت فقط ان کی ذات تک محدود رہے گی۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

"کتاب مقدس" تو محفوظ نہیں۔ یہودیوں عیسائیوں نے اس میں خاصہ تصرف فرمایا ہے۔ نیز عدمِ ذکر سے عدمِ شئی کا لزوم نہیں ہوتا۔ مگر پھر بھی ہم کتابِ مقدس کے ذیل کے دو حوالے مسٹر برکت خان کی تردید کے لئے پیش کرتے ہیں۔

اوّل۔ حضرت حزقیل نے خداوند تعالیٰ کے حکم سے فرمایا کہ:۔

"صادق کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی شرارت اسی پر پڑیگی۔ لیکن اگر شریر اپنی ساری خطاؤں سے جو اس نے کی ہیں باز آئے اور میرے سارے حکموں کو حفظ کرے اور جو کچھ شرع میں درست اور روا ہے کرے تو وہ یقیناً جیئے گا وہ نہ مرے گا۔ اسکے سارے گناہ جو اس نے کئے اس کے لئے محسوب نہ ہونگے۔"

(حزقیل $\frac{۱۸}{۲۲-۳۰}$)

دوم۔ حضرت یوحنا کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"اس وقت خدا کا کلام بیابان میں زکریا کے بیٹے یوحنا پر نازل ہوا اور وہ یردن کے سارے گرد و نواح میں جا کر گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرنے لگا۔"

(لوقا $\frac{۳}{۳}$)

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ دونوں عبارتیں نہایت واضح ہیں۔ حضرت حزقیل ہر گنہگار کو سارے گناہوں سے نجات کا طریق بتاتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ اس طرح توبہ کرنے والے

کے گناہ بخشے جائیں گے۔ حضرت یوحنا "گناہوں کی معافی" کی منادی کرتے تھے بلکہ خود حضرت مسیح نے بھی ان سے ہی بپتسمہ لیا تھا۔ اگر پھر بھی کوئی پادری صاحب اپنی ضد کو نہ چھوڑے تو بتلائیے اس کا کیا علاج کیا جا سکتا ہے؟

(۷) قولہ:۔ "بائیبل مقدس کے علاوہ قرآن مجید نے بھی انبیاء کے معافی مانگنے کا ذکر کیا ہے" (ص ۸)

اقول:۔ سورۃ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی شان یوں بیان فرماتی ہے:۔ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ (آیت ۲۷) کہ وہ بات کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہوتے ہیں اور اُن کے سارے اعمال بھی اس کے حکم کے مطابق ہوتے ہیں" پس قرآن مجید تو سب نبیوں کو ہر طرح سے معصوم قرار دیتا ہے۔ باقی رہا نبیوں کا استغفار کرنا وہ تو رشتہ محبت کے استوار تر کرنے اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں دائمی ترقی کے لئے ہوتا ہے۔ نیز دشمنوں کے منصوبوں، ان کے الزاموں اور ان کی سازشوں سے بچنے کے لئے خدا کو اپنی ڈھال بنانے کے لئے ہوتا ہے۔ عربی زبان میں ڈھال کو مغفر کہتے ہیں۔

سچ ہے ع ہر کہ عارف تر است ترساں تر

اے کاش! نبیوں کو گناہ گار بتانے والوں کو ان کی نورانیت کی ایک جھلک ہی نصیب ہو جائے تا انہیں پتہ لگے کہ اس جگہ گناہ کی ظلمت کا گزر سراسر محال ہے۔

(۸) قولہ:۔ "خداوند یسوع مسیح روح القدس سے مجسم ہو کر کنواری مریم سے پیدا ہوا تھا مطلب یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح کی انسانیت آدم کی نسل سے نہ تھی" (ص ۱۱)

اقول:۔ آخر مریم تو آدم کی نسل سے تھی۔ بات تو وہیں رہتی ہے۔ اتنا تکلف کرنا تھا تو کنواری مریم کے ہاں سے پیدا ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ کتاب مقدس کے رو سے عورت تو زیادہ گناہ گار ہے۔ صرف اس سے پیدا ہونے والا تو دوہری گناہ سے زیادہ حصہ لے گا۔ تب تو سب سے پاک تو ملک صدق شالیم ہوگا جس کا نہ باپ تھا نہ ماں بھی (عبرانیوں ۷)

(۹) قولہ:۔ "اس کی پاکیزہ ولادت کی مثال اس طرح ہے جیسے مالٹا کی کونپل اگرچہ کھٹے کی شاخ پر پیوند کی جاتی ہے تو بھی مالٹا کی کونپل بار آور ہو کر اپنی خوبی، پاکیزگی اور ذاتی جوہر میں بالکل ویسی بے عیب رہتی ہے اور کھٹے کی ترشی کا اس پر قطعاً کوئی اثر نہیں ہوتا" (ص ۱۲)

اقول:۔ مسٹر برکت خان دونوں طرح پھنس گئے ہیں۔ اگر پیوند سے مالٹا میں کھٹے کی ترشی کا قطعاً اثر نہیں ہوتا جیسا کہ ان کا مفروضہ ہے تو اس پیوند کی کیا ضرورت ہے۔ نیز وہ محض آدمزاد ہونے کے باعث دوسری انسانی روحوں کو آدم کے گناہ سے متاثر کیوں ٹھہراتے ہیں؟ پھر عرض ہے کہ اگر "مالٹا کی کونپل" کے متاثر ہونے کا خطرہ نہیں ہے تو آپ اس پر کیوں زور دے رہے ہیں کہ مسیح کی ولادت میں آدم کا کوئی دخل نہ ہو؟ اور اگر آپ کا یہ زعم ہو کہ مسیح دوسری جنس ہے، انسان نہیں خدا ہے، اسلئے وہ متاثر نہیں ہوتا تو ظاہر ہے کہ یہ تو دعویٰ کو ہی دلیل ٹھہرانے والی بات ہے۔ یہ تو مصادرہ علی المطلوب ہے کیونکہ یہی امر تو متنازع فیہ ہے کہ مسیح خدا ہے یا نہیں آپ اسی کو دلیل ٹھہرا کر بات کر رہے ہیں۔ ہاں اگر پیوند کا اثر ہوتا ہے تو بات وہیں رہی۔ کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ "چالیس دن تک ابلیس مسیح کو آزماتا رہا اور پھر جب ابلیس تمام آزمائشیں کر چکا تو کچھ عرصہ کے لئے اس سے جدا ہوا۔" (لوقا ۴/۱۳)

(۱۰) قولہ:۔ "خدا کی عبادت کرنا۔ روزہ رکھنا۔ خیرات اور چندہ دینا اور نیک اعمال نہایت ضروری اور اچھے کام ہیں لیکن یاد رہے کہ یہ کام نجات کا سامان ہرگز نہیں ہیں کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ صادق القول اور نجات دینے والا خدا میرے سوا کوئی نہیں (یسعیاہ ۴۵:۲۱)" (صفحہ ۱)

اقول:۔ آخر آپ یہ تو بتائیں کہ یہ کام "نہایت ضروری" کیوں ہیں اور ان میں اچھائی کیا ہے؟ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نجات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وہی انسان کو فوز و فلاح سے سرفراز فرماتا ہے مگر کیا یہ نیک اعمال اس نجات کا وسیلہ نہیں؟ جس طرح جسمانی زندگی درحقیقت خدا ہی دیتا ہے مگر غذا اور پانی اس کے لئے وسیلہ ہیں اسی طرح روحانی زندگی (نجات و فلاح) درحقیقت خدا ہی دیتا ہے مگر یہ نیک اعمال اس کے لئے وسیلہ ہیں۔ اندریں حالات یہ سوال نہایت وزنی ہے کہ پھر یسوع مسیح کی صلیبی موت کو نجات سے کیا واسطہ ہے اور اس کی کیا ضرورت؟

(۱۱) قولہ:۔ "وہ (انبیاء) ہمیشہ خدا کے آگے محتاج ہو کر فریاد کرتے تھے ... لیکن خداوند یسوع مسیح صاحبِ اختیار مجسم خدا تھا۔" (صفحہ ۱۵)

اقول:۔ مسیح نے تو کہا ہے کہ "میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا جیسا سنتا ہوں عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راست ہے

کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں" (یوحنا ۵/۳۰)

باقی رہا محتاج ہو کر خدا کے آگے فریاد کرنا۔ سو اس کے لئے ایک حوالہ یہ بھی لکھا ہے:۔

"اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب سے اس کی سنی گئی۔"

(عبرانیوں ۵/۷)

اب پادری صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

(۱۲) قولہ: "سابقہ انبیاء کے الہام کی نسبت انجیل مقدس کے لکھنے والوں کے الہام میں زیادہ روشن صداقت اور معقولیت پائی جاتی ہے کیونکہ وہ مجسم خدا کے چشم دید گواہ بھی تھے لیکن سابقہ انبیاء نے خدا کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔" (ص ۳۱)

اقول:۔ ہمارے نزدیک تو یہ نرا دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ نہ مسیح مجسم خدا تھا اور نہ اس کے دیکھنے والے خدا کے دیکھنے والے تھے۔ یہ سب خوش فہمی کی باتیں ہیں۔ کتاب میں لکھا ہے "نہ اسے (خدا کو) کسی انسان نے دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے" (۱۔ تمطاؤس ۶/۱۶)

خاتمۂ کلام

ہم مسٹر برکت خان کے کتابچہ کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد اب بطور **قول فیصل** یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح اپنی نبوت و رسالت کے باوجود اس مقام پر نہ تھے کہ انہیں انسانیت کا نجات دہندہ کہا جائے۔ نہ ان کی زندگی سب انسانی طبقات کے لئے نمونہ بن سکتی ہے نہ ہی انہوں نے انسانی مشکلات کے حل کے لئے کوئی جامع تعلیم پیش کی ہے۔ لے دے کر ان کی نسبت عیسائی صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہودیوں نے مسیح کو صلیب پر مار دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ صورت ہو بھی تو زیادہ سے زیادہ انہیں مظلوم کہا جا سکتا ہے جیسا کہ اور صدہا انبیاء و صلحاء کو تاریخ کے فرزندوں نے ظالم کا تختۂ مشق بنایا مگر اس سے ان کا دنیا کے لئے نجات دہندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ عیسائیت کا پیش کردہ خود ساختہ کفارہ درست نہیں ہو سکتا۔ انسانیت کا نجات دہندہ تو وہ مقدس وجود ہے جس نے روزِ اوّل سے اپنے پیغام کو ساری نسلِ انسانی کے لئے آبِ حیات کے طور پر پیش فرمایا۔ وہ خدا کی **توحید** اور انسانوں کی **مساوات** کا علمبردار تھا۔ وہ نسلِ انسانی کیلئے کامل اور زندہ کتاب لایا۔ پھر اس کی زندگی سب انسانوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور کامل نمونہ تھی۔ اس نے ظالموں کے ظلم پر صبر و استقلال کا بہترین نمونہ پیش کیا اور صاحبِ اقتدار اور غالب ہونے پر اپنے مخالفوں سے عفو و درگزر کا بھی وہ نمونہ پیش کیا جس کی مثال ساری دنیا کی تاریخ میں موجود نہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ہستی کو انسانوں کے

سامنے اس انداز سے پیش فرمایا کہ زندہ خدا ان کے سامنے تھا۔ اس یقین و ایمان سے آپ کے متبعین میں عظیم انقلاب پیدا ہوا۔ ان کی کایا پلٹ گئی وہ با اخلاق اور باخدا بلکہ خدا نما انسان بن گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مشن وَيُزَكِّيهِمْ کے مطابق انہیں گناہ سے نجات دے کر پاک و مطہر بنا دیا اور پھر آپ کو اللہ تعالیٰ نے ساری نسلِ انسانی کے لئے نجات دہندہ مقرر کرتے ہوئے فرمایا۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰه۔ کہ لوگو! اگر تم خدا کے محبوب اور پیارے بننا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو، میرے رنگ کو اختیار کرو، میرے اخلاق کو اپناؤ۔ تم سے خداوند تعالیٰ پیار کرے گا۔ تم اس کے مقرب اور محبوب ہو جاؤ گے اور دائمی طور پر اس کی رضا کو پالو گے۔ تم پاک ہو جاؤ گے اور ہمیشہ کے لئے پاک رہو گے۔ خدائے قدوس کی خوشنودی کی چادر ہمیشہ کے لئے تم پر اوڑھا دی جائے گی۔ خدا تم سے ہمکلام ہوگا اور تم اس کی زندگی بخش آواز سے سرمدی سرور حاصل کرو گے۔ یہ وہ نجات ہے جو اسلام پیش کرتا ہے، یہ وہ فلاح ہے جو سیدنا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ملتی ہے اسی اسلامی نجات کی منادی کے لئے آج سلسلہ احمدیہ قائم ہوا ہے۔ اے کاش! کہ عیسائی بھائی بھی حقیقی نجات کو پہچانیں اور حضرت فخرِ موجودات سرورِ عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حلقہ بگوشی میں اسے حاصل کریں۔ بھائیو! سچ یہی ہے کہ انسانیت کا نجات دہندہ، دائمی نجات دہندہ صرف ہمارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارا آقا ہے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار ابو العطاء جالندھری

مکتبۃ الفرقان کی اہم کتابیں

۱۔ حیاتِ طیبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکمل سوانح	چھ روپے
۲۔ بہائی تحریک پر پانچ مقالے	سوا دو روپے
۳۔ اسلام پر ایک نظر	دس آنے
۴۔ مباحثہ مصر	دس آنے
۵۔ کلمۃ الحق (مباحثہ جلالپور جٹاں)	بارہ آنے
۶۔ حیات القلوب مکمل (جناب باقر مجلسیؒ اٰلی)	پچیس روپے
۷۔ مشکوٰۃ المصابیح	تیرہ روپے
۸۔ صراح (لغت)	بارہ روپے
۹۔ سُنن نسائی مکمل	پینتیس روپے
۱۰۔ التوضیح التلویح	آٹھ روپے
۱۱۔ تجرید بخاری حصہ اول و دوم	چودہ روپے
۱۲۔ شرح وقایہ چاروں حصے	بیس روپے

نوٹ: سلسلہ احمدیہ کی ہر کتاب مکتبۃ الفرقان سے طلب فرمائیں

ناظم مکتبہ الفرقان ربوہ

خصوصی مقالہ

مذہبی خونریزی کو روکنے کا بہترین طریقہ

حکومت پاکستان باضابطہ پابندی عائد کرے

مدیر دعوت کی تجویز کی پوری پوری تائید !

ہفت روزہ الاعتصام لاہور نے لکھا ہے کہ :-

"اخبارات میں اوکاڑہ کی یہ ایک نہایت افسوسناک اور المناک خبر شائع ہوئی ہے کہ وہاں کی ایک مسجد میں امامت کے مسئلہ پر دیوبندی بریلوی حضرات کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ جس میں تین افراد قتل ہوگئے۔ اِنّا لِلّٰہ واِنّا الیہ راجعون" (۱۲ اپریل ۶۳ء)

باور نہیں کیا جا سکتا کہ ایک معمولی مسجد کی امامت پر نوبت یہاں تک پہنچ جائے۔ اس جنون کے پیچھے ضرور کوئی خطرناک جذبہ اور غیر معمولی اشتعال کارفرما ہے۔ اس خطرناک جذبہ کے معلوم کرنے کے لئے آپ ہفت روزہ دعوت لاہور کے اداریہ "فرقہ وارانہ فساد کا سیاہ ترین باب" کے الفاظ ذیل توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ فاضل مدیر لکھتے ہیں :-

"جب کسی شخص یا طبقے کے بارے میں یہ کہہ دیا جائے کہ وہ رسول پاکؐ کا گستاخ اور بے ادب ہے تو خواہ یہ الزام غلط ہی ہو، تاہم مسلمان کے لئے اِس صورت میں آئین کی پابندی اور قانون کا احترام بہت نازک صورت اختیار کر جاتا ہے۔ جب تک ایسے اشتعال انگیز ریمارکس اور ایسی غلط فتوی بازی پر کوئی باضابطہ پابندی نہیں لگتی اُس وقت تک اِن خونی ڈراموں کے پس پشت مذہب کے نام پر نام نہاد مفتیانِ کرام برابر کھیلتے رہیں گے اور دار التکفیر کے

"شکم پرست مجاورین کے ہاتھوں مسلمانوں کا ناموس کسی طرح بھی محفوظ اور مصئون نہیں رہ سکتا"

(ہفت روزہ "دعوت" لاہور ۱۹ر اپریل ۱۹۶۳ء)

ہمارے نزدیک وقت آگیا ہے کہ حکومت پاکستان نہایت سختی اور پورے حزم و عزم سے ان لوگوں کی زبانوں کو بند کرے، ان کی قلموں پر زبردست پابندی عائد کرے جو آئے دن سراسر ناجائز طور پر مسلمان کہلانے والے فرقوں، جماعتوں یا افراد پر یہ جھوٹا الزام لگاتے رہتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ یا بے ادب ہیں۔ سچ یہ ہے کہ کسی مسلمان پر اس الزام سے بڑا کوئی ظلم نہیں ہو سکتا کہ اسے اس کے اس محبوب آقا کا بے ادب یا گستاخ قرار دیدیا جائے جس کے لئے وہ اپنے دل میں بے پایاں محبت رکھتا ہے۔ جس کے عشق سے اس کے رؤئیں رؤئیں میں زندگی سرایت کر رہی ہے جس کے نام پر وہ اپنی جان، اپنا مال، اپنی عزت اور اپنا سب کچھ نچھاور کر رہا ہے یقیناً یقیناً ایسے انسان کو کسی ملاں یا مولوی یا کسی اخبار نویس کا یہ کہہ دینا یا لکھ دینا کہ وہ (معاذ اللہ) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ یا بے ادب ہے انتہائی دل آزاری اور پرلے درجہ کی ظالمانہ کارروائی ہے۔ ایسے ظالم مولوی اس مسلمان کے دل کو بھی زخمی کرتے ہیں اور عوام مسلمانوں کو بھی اس مظلوم مسلمان کے خلاف انتہائی اشتعال دلاتے ہیں اور طرفہ یہ کہ ایسے نامنجار مفتی عواقب کی ذمہ داری سے بچنے کے لئے خود گھر میں پناہ گزین ہو جاتے ہیں۔ قریباً ستر اسی برس سے اس ملک کے **دار التکفیر** کے مفتیوں نے یہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے اور صدہا پارسا اور اتقیا و ابرار ان ظالموں کی زبانوں کی چھری سے زخمی ہو چکے ہیں۔

اب ان کے **ظلم کا پیمانہ** بالکل لبریز ہو چکا ہے۔ وقت آگیا ہے کہ حکومت پاکستان بلا تاخیر یہ قانون بنا دے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اُسے ہرگز غیر مسلم نہ کہا جائے اور کسی مسلمان پر خواہ وہ کسی فرقہ یا جماعت سے تعلق رکھتا ہو کسی دوسرے کو یہ الزام لگانے کی قطعاً اجازت نہیں کہ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ یا بے ادب ہے۔ **ایسا الزام لگانا سخت سزا کا موجب قرار دیا جائے**۔ ہم فاضل مدیر دعوت لاہور کی تجویز سے پورے طور پر متفق ہیں اور حکومت سے پُر زور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس فتنہ کا سدباب کرنے کے لئے فوری طور پر مناسب اقدام کرے کیونکہ معاملہ انتہائی طور پر خطرناک ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حکومت کو توفیق بخشے کہ وہ پاکستان کے استحکام اور اس کی مضبوطی کے لئے بروقت اور صحیح قدم اٹھائے۔ اللّٰھم آمین ✝

شذرات

(۱) اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک فتنۂ عظیم

جناب مولوی امین احسن صاحب اصلاحی لکھتے ہیں :-

"مجھے بہت پہلے سے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ جماعت اسلامی، اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک عظیم فتنہ بننے والی ہے۔ میرے بعض احباب کو میرے اس اندازہ سے کچھ اختلاف تھا لیکن غلافِ کعبہ کی آڑ میں اس جماعت نے بدعت اور اہلِ بدعت کی حمایت میں جو تحریک چلائی ہے اس کو دیکھ کر شاید ہی اب کوئی سوجھ بوجھ رکھنے والا آدمی میرے اس اندازہ کو غلط قرار دے سکے ..... (مودودی صاحب کا) پمفلٹ پڑھ کر اس ذہنی، اخلاقی اور ایمانی انحطاط پر مجھے بڑا صدمہ ہوا جس میں اب جماعت (اسلامی) کے کافی حضرات مبتلا ہو چکے ہیں۔"

(المنبر لائلپور ۱۵ اپریل سنہ ۶۳ء ص ۳)

الفرقان :- اس فتنۂ عظیمہ کا علاج بھی تو بتلائیے آپ تو اندرونِ خانہ سے پوری طرح واقف ہیں۔

(۲) جماعتِ اسلامی کے امیر پر افسوس

ماہنامہ "تعلیم القرآن" راولپنڈی کے فاضل مدیر لکھتے ہیں :-

"بریلیوں پر افسوس نہیں وہ تو مٹی کی قبر کو چاٹنے سے بھی نہیں رُکتے۔ غلافِ کعبہ کو کیوں نہ چومتے چاٹتے۔ افسوس تو جماعت اسلامی کے امیر پر ہے جو پاکستان میں صالح عقائد، صالح اعمال، صالح معاشرہ اور صالح قیادت کے لئے سازگار فضا پیدا کرنے کے علمبردار ہیں۔"

(تعلیم القرآن راولپنڈی اپریل سنہ ۶۳ء ص ۲)

الفرقان :- آپ خواہ مخواہ "افسوس" کر رہے ہیں۔ کیا آپ جناب مودودی صاحب کی "مجبوریوں" سے آگاہ نہیں؟ وہ اگر یہ طریق اختیار نہ کریں تو ووٹ کیسے ملیں اور صالح قیادت کی دکان کیسے چمکے؟

(۳) اہلسنّت کے لئے تعزیہ

غلافِ کعبہ کے سلسلہ میں ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور لکھتا ہے کہ :-

"یہ ایک عظیم بدعت ہے جس کی ایک اہلِ علم کے ہاتھوں بنیاد رکھی گئی اور جسکے

برگ و بار آئندہ چل کر بہت زیادہ پھولیں گے بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اہلسنت میں تعزیہ کے مقابل کی کوئی چیز نہ تھی غلافِ کعبہ یقیناً **اہلسنّت کے لئے تعزیہ** ثابت ہوگا۔"

(الاعتصام ۱۲ر اپریل ۱۹۶۳ء)

الفرقان - اس تعزیہ کی ایجاد کا سہرا تو جناب مودودی صاحب کے سر ہوگا - ع

بدنام جو ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

(۴) غلافِ کعبہ کے لاکھوں روپے کے نذرانے اور انتخابی پروپیگنڈہ

فاضل مدیر الاعتصام تحریر کرتے ہیں کہ :-

"اگر یہ روپیہ جماعت اسلامی اپنے انتخابی پروپیگنڈے اور نشر و اشاعت کے شعبوں پر خرچ کرے گی تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ عوام نے یہ **لاکھوں** روپیہ اس مصرف کے لئے تو نہیں دیا اور جماعت اسلامی کی نذر تو نہیں کیا - انہوں نے تو غلاف کعبہ کے احترام و تقدس کے پیش نظر دیا ہے ان کے اس روپے کو اپنے جماعتی پروپیگنڈا کے لئے استعمال کرنا **بہت بڑی زیادتی ہوگی**۔"

(الاعتصام ۲۹ر مارچ ۱۹۶۳ء صـ۴)

الفرقان - جنابِ عالی ! "بہت بڑی زیادتی" ہوتی ہے تو ہوا کرے کیا آپ کو اہلِ سیاست کی مشہور آیت "الغایۃ تبرر الوسطۃ" یاد نہیں ؟

(۵) لیلائے سیاست سے راہ و رسم کی برکت

جناب مولوی محمد منظور صاحب نعمانی اپنے رسالہ الفرقان لکھنؤ (بھارت) میں لکھتے ہیں :-

"غلافِ کعبہ کے سلسلہ میں جماعت اسلامی پاکستان اور اس کے امیر بانی مولانا مودودی صاحب نے جو کچھ کیا ، کیا وہ ان کی دعوت ، ان کے لٹریچر اور ان کے پیش کردہ تصوّرِ دین سے جوڑ کھاتا ہے ؟ کوئی واقف نہیں کہہ سکتا کہ جماعت اسلامی کو عقیدتاً ایسی خوش عقیدگیوں سے لگاؤ ہے - بلا ریب کہ وہ وہابیوں سے بڑھ کر وہابی ہیں اور اس درجہ کے وہابی کہ دیو بند کی وہابیت بھی ان کی وہابیت کی تاب نہیں لا سکی - اور اصلاً جماعت اسلامی اور بزرگان دیوبند کے تمام اختلافات کی جڑ یہیں تھی پھر یہ کیا ہے اور یہ انہونی کیسے ہوئی ؟ . . .

. . . یہ **لیلائے سیاست سے رسم و راہ کی برکتوں** کے سوا کچھ نہیں ۔

اس نقشِ پا کے سجدے نے کیا کیا کیا ذلیل
کوچہ میں تیرے قیب کے بھی سر کے بل گیا"

(الفرقان لکھنؤ اپریل ۶۳ء ص ۴)

الفرقان۔ اصل قابلِ غور بات تو یہ ہے کہ یہ علماءِ دین "یقولون ما لا یفعلون" کے مصداق بن کر حدیثِ نبوی" من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود" کی سچائی ثابت کر رہے ہیں یا نہیں؟

(۶) علماء اہلحدیث کے فوٹو

شیعہ ماہنامہ معارفِ اسلام لاہور رقمطراز ہے کہ:۔

"اگرچہ علمائے اہلحدیث فوٹو کو حرام سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شرک ہے مگر کچھ عرصہ سے فوٹو کھچوانا شروع کر دیا ہے جو اپنی پبلسٹی کے لئے بڑے شوق سے جلسوں وغیرہ میں فوٹو کھچوانے پر اعتراض نہیں کرتے۔ مولوی داؤد غزنوی صاحب، مودودی صاحب، مولوی احمد علی صاحب وغیرہ کے فوٹو اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جس کی تمام مخالفت کرتے تھے اب اسی کو جائز سمجھنے لگ گئے ہیں۔ شکر ہے کہ تنگ نظری ان سے دور ہوئی۔"

(معارفِ اسلام۔ اپریل ۶۳ء ص۱۲)

الفرقان:۔ تنگ نظری کے دور ہونے کی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوئیے یہ تو اپنے عمل کی بات ہے ورنہ حضرت مرزا صاحب کے فوٹو پر یہ علماء اسی طرح معترض ہیں۔ یہ تو صرف دکھانے کے دانت ہیں کھانے کے اور ہیں۔

(۷) عقل و خرد کی دنیا اور مسئلہ قتلِ مرتد

اوکاڑہ میں دیوبندی بریلوی کشت و خون ہونے پر فاضل مدیر الاعتصام لکھتے ہیں:۔

(الف) "آج کی دنیا عقل و خرد اور علم و حکمت سے معمور ہے اور ارتقاء و ترقی کی آخری منزل کی طرف محوِ پرواز ہے۔ اس دور نے علماء دین اور متبعین اسلام کے فرائض کو بہت ہی نازک بنا دیا ہے۔ اس میں مذہبی جھگڑے اور مسلکی اختلاف کی بناء پر قتل و خونریزی کے معاملات قطعاً چلنے والے نہیں۔ یہ چیزیں لوگوں کو اسلام سے قریب لانے کی بجائے اس سے دور کر دیں گی۔ اور ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف جذبۂ نفرت اُبھر آئے گا۔"

(ب) "تعجب ہے مسلمان ایک طرف تبلیغِ دین بھی کرتے ہیں اور دوسری جانب مسلکی اختلاف کی بناء پر ایک دوسرے کا سر بھی پھوڑ رہے ہیں۔ آخر یہ کس اسلام کا حکم ہے اور کس دینی تعلیم نے اسے جائز ٹھہرایا ہے؟"

(الاعتصام ۱۲ر اپریل ۱۹۶۳ء)

الفرقان۔ سچ ہے قرآن مجید تو مذہبی آزادی دیتا ہے اور محض اختلافِ مذہب کی بناء پر قتل و خونریزی کو قطعاً روا نہیں رکھتا۔ بلاشبہ اسلام امن، رواداری اور عقل و خرد کا مذہب ہے مگر اس کو کیا کہا جائے کہ علماء نے اپنی بے سمجھی کے باعث اختلافِ مذہب یا محض مذہبی ارتداد

کی بناء پر قتل وخون کو واجب ٹھہرا رکھا ہے۔ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ اس طرح لوگ اسلام سے دُور ہونگے، اسلام کے خلاف جذبۂ نفرت بڑھے گا، خود مسلمانوں کے خون کی ارزانی ہوگی وہ تو باہم مسلمان کہلانے والے فرقوں کو بھی مرتد ٹھہرا کر واجب القتل قرار دینے سے نہیں چُوکتے۔ درحقیقت اسلام پر ظلم کرنے والے خود یہی علماء ہیں اور وہی اس کشت وخون کے ذمہ دار ہیں۔

(۸) مسلمانوں کی حالت اور ان کی ضرورتیں

جناب شورش کاشمیری مدیر چٹان کہتے ہیں کہ:۔

(الف) "مسلمانوں پر اِس وقت دماغی اعتبار سے وہی زمانہ آرہا ہے جس کی ابتدا یورپ کی تاریخ میں لوتھر کے عہد سے ہوئی مگر چونکہ اسلامی تحریک میں کوئی خاص شخصیت رہنما نہیں ہے اس واسطے چاروں طرف فکر ونظر کے اعتبار سے سناٹا چھایا ہوا ہے اور ذہنی زلزلہ کسی مضبوط انسان کی نگہ افکار کا منتظر ہے۔ ہمیں سیاسی انقلاب لانے سے پہلے دماغی انقلاب لانے کے لئے ایک راہنما کی ضرورت ہے جو بدقسمتی سے پوری دنیائے اسلام میں موجود نہیں ہے"

(ب) "فی زمانہ مسلمانوں کو ایک شاہ ولی اللہؒ ایک ابن تیمیہؒ ایک مجدد الف ثانیؒ کی ضرورت ہے۔ قرآن پاک کی ایک ایسی تفسیر لوگوں کے سامنے آنی چاہیئے جو بجائے خود الہامی ہو اور اتنی سادہ زبان میں ہو کر لوگوں کے دل میں اُترتی چلی جائے"

(چٹان لاہور ۸ر اپریل ۱۹۶۲ء ص۱۵-۱۶)

الفرقان - بدقسمتی یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ان ضرورتوں کو پورا نہیں کیا۔ اس نے تو حدیث نبوی ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا کے مطابق چودھویں کے سر پر عظیم مجدد، مسیح محمدی اور خاص شخصیت کو مبعوث فرما دیا۔ آنے والا چونکہ حضرت مسیح ناصری کی طرح درویشی کے لباس میں آیا اسلئے بدقسمتی یہ ہے کہ اسے شناخت نہیں کیا گیا بلکہ ہنوز قوم کے سربرآوردہ لوگ یہودی علماء کی طرح اس موعود کو گالیاں دے رہے ہیں اور نادان یہودیوں کی مانند اسے "قیصر کا پروردہ" کہہ رہے ہیں۔ مگر وقت آتا ہے جب موعود کی بات پوری ہوگی کہ ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کنند وقت خوشترم

(۹) حضرت مجدد الف ثانی کے نزدیک خاتم النبیین کے معنے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوب ۱/۱۷ میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"خاتم انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کا دین تمام ادیان کا ناسخ ہے۔ ان کی کتاب (قرآن) تمام پہلی کتابوں کے مقابلے میں بہترین کتاب

ہے۔ کوئی دین ان کی شریعت کا ناسخ نہ
ہوگا۔ قیامت تک ان کا دین رہے گا۔"
(بحوالہ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ اپریل ۱۹۶۲ء صفحہ ۴۵)

الفرقان۔ کیا علماء ایسے شخص کو جو ختم نبوت کا یہ مفہوم مانتا ہو ختم نبوت کا قائل قرار دیں گے؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو جماعت احمدیہ کے خلاف شور و غوغا کیوں!

(۱۰) نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق جماعت احمدیہ کا عقیدہ

شیعہ رسالہ معارف اسلام لکھتا ہے کہ:۔

"یہ درست ہے کہ مرزا صاحب کی تصنیفات اور ان کے جانشینوں کی تحریرات میں اکثر جگہ اس کا اعلان کیا گیا ہے کہ جس نبوت و رسالت کا پیغمبر قادیان صاحب نے دعویٰ کیا ہے وہ بلا واسطہ نہیں بالواسطہ ہے اور یہ نبوت ان کو جناب خاتم النبیین کے فیوض و برکات اور اطاعت و متابعت سے حاصل ہوئی ہے۔"
(معارف اسلام لاہور اپریل ۱۹۶۳ء صفحہ ۳۴)

الفرقان۔ ہماری درخواست ہے کہ عقیدہ اور دعویٰ وہی ہوتا ہے جسے انسان خود بیان کرے نہ کہ اس کے دشمن اور بدخواہ ازراہ دشمنی اس کی طرف منسوب کریں۔ مقام افسوس ہے کہ شیعہ صاحبان اس بارے میں ذاتی تلخ تجربوں کے باوجود ہمارے متعلق صحیح طریق اختیار نہیں کر رہے۔

(۱۱) جماعت احمدیہ اور جہاد

فاضل گیلانی شیعہ مدیر معارف اپنے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"تعجب ہے کہ انقلاب ۱۹۴۷ء میں جب مشرقی پنجاب کے سکھوں اور ہندوؤں نے قادیان پر دھاوا بول دیا اور ان کی ٹولیاں قادیانیوں کو قتل کرنے کے لئے نکل پڑیں تو اس وقت احمدی اکابر کا قلمی جہاد کہاں چلا گیا تھا؟ اور انہوں نے اپنے پیغمبر کے احکام کے خلاف کیوں اسلحہ استعمال کیا؟ کیوں تیغ و سنان سے کام لیا؟ کیوں بندوقیں اور بم چلائے؟"
(معارف اسلام لاہور اپریل ۱۹۶۳ء صفحہ ۳۹)

الفرقان۔ جواب اتنا ہی ہے کہ ع سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است۔ ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں کو جو جانی اور وطنی جہاد کرنا پڑا اس وقت حملہ آور دشمنوں کے بارے میں حضرت مرزا صاحبؑ نے تحریر فرمایا ہے "فبالسیف یقتلون" کہ ایسے لوگوں کو تلوار سے قتل کر دیا جائے۔ شیعہ صاحبان کے لئے تو بات واضح ہے کہ حضرت امام حسنؓ کا صلح کا موقف بھی درست تھا اور حضرت امام حسینؓ کا دفاعی مقابلہ بھی بالکل ٹھیک تھا۔ ع ہر نکتہ مقامے دارد۔

(۱۲) مداخلت فی الدین کا شیعی تصور

ماہنامہ معارف اسلام رقمطراز ہے کہ:۔

"راقم الحروف کے رسالہ "ایلیا — ادیانِ عالم کا مرکزِ نجات" پر قادیانی ماہنامہ الفرقان ربوہ بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۲ء اور ماہ جنوری ۱۹۶۳ء میں جو زہر اگلا گیا ہے اور تنقید کی گئی ہے ہم اسے مداخلت فی الدین تصوّر کرتے ہیں اور یہ ایک ایسا فعل ہے کہ غیر مسلم مثلاً یہودی۔ عیسائی۔ مجوسی۔ ہندو۔ سکھ۔ صابی۔ بابی وغیرہ کسی اسلامی تصنیف کے خلاف تنقید لکھنا شروع کر دے۔"

(معارفِ اسلام لاہور۔ اپریل ۱۹۶۳ء صفحہ ۴)

الفرقان کسی تحقیق پر "تنقید" کو مداخلت فی الدین قرار دینا فاضل گیلانی ہی کا کام ہے۔ اتنے بڑے "سکالر" ہونے کا دعویٰ اور سرسری تنقید پر یہ حالت؟ احمدیوں کو غیر مسلم ٹھہرانا انتہائی دلآزاری ہے۔ ہمارے شیعہ دوستوں کو خوب معلوم ہے کہ فتویٰ بازی کا یہ طریق ان کے لئے بھی خوشگوار نہیں۔ ہماری تعداد تھوڑی ہے آپ ہم پر ظلم کر سکتے ہیں مگر کیا آپ کو سوادِ اعظم کے فتوے یاد نہیں؟ گزارش ہے کہ جب آپ نے ایلیا کو "ادیانِ عالم کا مرکز" ٹھہرایا ہے تو ہر مسلم و غیر مسلم کو اس پر تنقید کا حق ہے۔ ہماری علمی تنقید کو لاجواب پاکر اسے زہر کہنا اور بھی زیادتی ہے۔ کچھ بات تو کی ہوتی۔ کوئی ایک مثال تو پیش کی ہوتی۔

(۱۳) پاکستان میں خلافتِ اسلامیہ کا احیاء

وہ تو معارفِ اسلام کے محقق گیلانی صاحب تھے اب چٹان کے سید سرور شاہ گیلانی کی سنیئے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"پاکستان دس کروڑ مسلمانوں کی سب سے بڑی اسلامی مملکت ہے۔ اس کے صدر مملکت اس وقت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان ہیں۔ اتنی بڑی اور جلیل اور اسلامی مملکت کا سربراہ خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین کہلانے کا مستحق ہے اور ہماری یہ پختہ اسلامی رائے ہے کہ پاکستان میں خلافتِ اسلامیہ کو زندہ کیا جانا چاہیئے۔"

(چٹان یکم اپریل ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۵)

الفرقان گیلانی صاحب نے بجا فرمایا ہے کہ پاکستان میں خلافتِ اسلامیہ کو زندہ کیا جانا چاہیئے مگر سوال یہ ہے کہ خلافتِ اسلامیہ کو زندہ کرنے والا خدا تعالیٰ ہے یا گیلانی صاحب ایسے انسان جنہیں روزِ روشن میں اتنا بڑا جھوٹ لکھتے ہوئے حجاب نہیں آیا کہ "قادیانی حج بیت اللہ اور جہاد کے منکر ہیں" (چٹان یکم اپریل ۱۹۶۳ء) جنہیں اتنا بڑا خلافِ واقعہ بیان شائع کرنے میں ذرا جھجک محسوس نہیں ہوئی کہ "قادیانی جماعت ایک خطرناک سیاسی جماعت ہے۔" (") ؟

بھائیو! خلافتِ اسلامیہ ایک بڑی نعمت ہے۔ اس کا تو الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے وعدہ ہے۔ صحیح طریق کو اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ بڑے فضلوں والا ہے۔

"کافرستان" میں تبلیغ اسلام کی تحریک

(جناب مولوی غلام باری صاحب سیف اُستاذ الجامعہ)

پچھلے دنوں "نوائے وقت" لاہور میں ایک خط شائع ہوا جس میں کافرستان میں تبلیغ کی تحریک کی گئی تھی۔ یہ جذبہ یقیناً قابلِ ستائش ہے۔ تبلیغ جہاں خود اپنی تربیت کے لئے مفید ہے وہاں یہ نہایت اہم ملّی فریضہ ہے۔ اسے فراموش کر کے مسلمانوں نے بہت کچھ کھو یا ہے۔ پچھلے سال جامعہ احمدیہ کے ہائیکنگ گروپ نے کافرستان کی دو وادیاں دیکھیں۔ تبلیغی نقطۂ نگاہ سے بھی اس کا جائزہ لیا۔ ذیل میں اس وادی کے حالات درج ہیں۔

ریاست چترال میں کافرستان تین وادیوں پہ مشتمل ہے۔ رمبور، بمبریت، بریر۔ ہم نے بریر اور بمبریت کی وادیوں کا کچھ حصہ دیکھا۔ کافرستان کا کچھ حصہ افغانستان میں بھی تھا۔ وہ مسلمان ہو چکے ہیں اور اس کا نام انہوں نے نورستان رکھ دیا ہے۔ کافرستان کی وادی کئی لحاظ سے خاص شہرت رکھتی ہے۔ ایک ایرانی سیاح نے اس پر ایک کتاب لکھ کر اس کی شہرت کو مزید بڑھایا۔

ریاست چترال کی شاہراہ پر گہریت (Gahrit) کے بنگلہ سے مغرب کی جانب کافرستان کی پہلی وادی بریر (Behrer) ہے اور اس سے آگے چل کر ایون سے جانب مغرب دوسری وادی بمبریت ہے۔ یہ دونوں وادیاں کافرستان کی ہیں اور سیاحوں کی دلچسپی کا مرکز۔ جہاں تک اِن وادیوں کے ظاہری حُسن کا تعلق ہے۔ یہ نہایت حسین اور پُرفضا وادیاں ہیں۔ اخروٹ، توت، خوبانی، سیب اور انگور کے درخت اس کی زمین پہ سایہ فگن ہیں۔ پہاڑی چشمے اور برفیلے پانی کی آبشاریں یہاں موسیقی پیدا کرتی ہیں۔ کافر عورتوں کا لباس دیکھ کر عام سیاح یوں محسوس کرتا ہے جیسے وہ کسی شاعر کی بستی میں آ گیا ہے۔ لیکن جہاں قدرت کی فیاضی نے انہیں معطر فضا اور گھنیرے سایوں اور پھلوں کی کثرت سے نوازا ہے وہاں اُن کے عقائد اور غلاظت نے اُن کے دلوں کو اُن کے لباس کی طرح سیاہ کر رکھا ہے۔

اُن کے عقائد

یہ لوگ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کافر کہلاتے ہیں۔ سخت مشرک اور بُت پرست ہیں۔ ان کی کوئی الہامی کتاب نہیں۔ مذہبی راہنما ان کی راہنمائی کرتے ہیں۔ بمبریت کی وادی کے مذہبی راہنما کا نام مُتدق ہے۔ آبادیوں کے باہر اپنے اسلاف کے بُت نصب کرتے ہیں۔ اُن کے متعلق عقیدہ یہ رکھتے

ہیں کہ یہ زندہ ہیں۔ ایک کافر سے پوچھا کہ وہ کھانا جو اُن کے مجسموں کے سامنے رکھتے ہو کون کھاتا ہے؟ جواب دیا کتے وغیرہ کھا جاتے ہیں۔ یہ اپنے مُردوں کو تابوت میں زمین کے اُوپر ہی قبرستان میں رکھ دیتے ہیں مُردہ کے ساتھ لباس، ہتھیار اور کھانا اور کچھ نقدی رکھ دیتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑے تو ان سے کام لے لیں بعض لوگ ہتھیار وغیرہ وہاں سے چُرا لاتے ہیں۔ جب کوئی میّت ہو جاتی ہے تو اُسے گاؤں کے معبد میں دو تین دن پڑی رہنے دیتے ہیں اور اس کے اِرد گرد ناچتے اور گاتے رہتے ہیں۔ رشتہ دار مرد داڑھی منڈوانا چھوڑ دیتے ہیں اور مستورات سر پر سے اوڑھنی (جو کہ مفلر کی قسم کی کوڈیوں سے جڑاؤ ہوتی ہے، جسے عام طور پر درمیان میں سے سی کر اُوپر پروں کی کلغی لگا لیتی ہیں اور باقی چوٹی کی طرح پیچھے پھینک لیتی ہیں) اُتار دیتی ہیں۔ قبرستان کے قریب بھی بُت رکھے ہوتے ہیں۔

ایک شخص کو جو کہ کراچی اور لاہور وغیرہ کی سیر کر آیا تھا میں نے کہا آپ مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔ کہنے لگا مسلمان بھی ہمارے جیسے ہیں۔ ہم نے لاہور کراچی دیکھا رمضان کا مہینہ تھا۔ دکانوں پر پردے ڈالے تھے اور کھانا کھاتے تھے۔ وہ بھی آدھے مسلمان اور آدھے کافر ہیں۔ ایک شخص سے جو مسلمان ہو چکا تھا میں نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ تو جواب دیا اللہ ایک، قرآن اس کی کتاب پیغمبر برحق۔ یہ شخص کافر ہسپتال میں نوکر تھا لیکن اُسے میں نے دیوار کی اوٹ میں ایک کافر لڑکی سے محو راز و نیاز دیکھا۔ اس نے استفسار پر بتلایا کہ یہ کافر لڑکی ہے رات اس کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔ غور فرمائیے جب یہ حالت ہو تو وہ لوگ اسلام کی حقانیت اور تاثیر کے کس طرح قائل ہو سکتے ہیں۔ سیاح یہاں عیاشی کے لئے جاتے ہیں۔ یہاں کی کئی لڑکیاں اغوا کر کے لے جاتے ہیں۔ غور فرمائیے کہ ایک وہ دن تھا کہ مسلمانوں کی عبادت اور ان کے افعال کو دیکھ کر کفار مسلمان ہوتے تھے لیکن اِن حالات میں کیا وہ لوگ دل سے اسلام کے قائل ہو سکتے ہیں۔

عورتیں عموماً لمبا کالے رنگ کا اُون کا جُبّہ نما کُرتہ پہنتی ہیں۔ سر پر تاج کی قسم کا گرم کپڑا جو کوڈیوں سے مرصع ہوتا ہے اور عین پیشانی کے اُوپر سر کی طرف اُس پر پروں کی کلغی ہوتی ہے۔ کمر میں باریک زنجیریں جن میں کبھی چاقو اور گھنگرو تاکہ چلتے وقت ساز کے کام آدیں۔

موسم بہار اور اکتوبر میں سات دن تک یہ لوگ عید مناتے ہیں۔ بتوں پر قربانی کرتے ہیں (یہ لوگ جھٹکا کرتے ہیں) شراب پیتے ہیں اور گاتے اور ناچتے ہیں اور اس موقعہ پر دوسرے لوگ بھی عیاشی کے لئے یہاں پہنچتے ہیں۔

بھمبریت کے کفار ذات کے کیلاش ہیں۔ ان لوگوں کے متعلق کہا یہ جاتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یہاں کے اصل باشندے ہیں اور بیرونی حملہ کے وقت پہاڑوں کی تنگ دشوار گزار وادیوں میں سے اندر گھس آئے۔ ان کی مستورات ایام خاص میں آبادیوں سے باہر چلی جاتی ہیں اور وہاں ایک مقررہ جگہ جو اشرم

کی طرز پر ہوتی ہے وہاں رہتی ہیں اور جب تک وہ پاک صاف نہ ہوں آبادی کے اندر نہیں آتیں۔ انہیں کھانا بھی کوئی عورت ہی پہنچاتی ہے۔

اُن کی آبادیاں

ان کی آبادیاں اُس حسین فضا اور پھلوں سے لدے ہوئے درختوں کے جھنڈ میں ہوتی ہیں۔ ان کی آبادیوں میں غلاظت کے ڈھیر ہوتے ہیں۔ مکھیوں کی کثرت اور ہر طرف سے بدبو آتی ہے۔ مکان دھوئیں سے کالے۔ کوئی روشندان نہیں۔ صرف ایک دروازہ ہے کہ انسان جانور کی طرح اُس بھٹ میں گھس جائے۔ مَیں نے اُن کی معیشت کی تحقیق کے لئے طبیعت پر جبر کر کے ایک دروازہ کے اندر ہو کر دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ایسی معیشت سے بچائے۔ دیواریں، بستر، برتن سب سیاہ، وسط میں راکھ کا ڈھیر۔ ایک کونے میں ایک چارپائی اُس پر جانوروں کے بالوں کی سیاہ دری اور غلیظ تکیے۔ ایک عورت نے ماتھے پر لیپ لگایا ہوا تھا۔ پوچھا تو بتلایا بارہ سینگا کے سینگ کو پیس کر لیپ لگایا ہے، یہ سر درد کا علاج ہے۔ بعض مردوں کو بھی اور بعض مستورات کو بھی دیکھا ہاتھ میں لوہے کا کڑا پہنے ہوئے تھے۔

یہ وادی سیاحوں کے لئے ایک نئی دنیا ہے۔ یہاں محسوس ہوتا ہے کہ یہ کافر مخلوق انسانیت کے لئے بھی باعثِ ننگ ہے۔ ان کے عقائد مشرکانہ ہیں، رہائش انتہائی غلیظ، رسومات عجیب و غریب۔ مکان تاریک، دل تاریک، لباس سیاہ۔ خدا نے شکلیں تو اچھی دیں لیکن جہالت نے حُلیہ بگاڑ دیا۔ اور طرفہ یہ کہ جن کا فرض یہ تھا کہ انہیں اسلام کے نُور سے منور کریں، انہیں اپنے عملی نمونہ سے اسلام کی طرف کھینچ لیں، انہوں نے اُسے عیاشی کا اڈہ سمجھ لیا۔

ادنیٰ توجہ سے ان لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے اور مُلک و ملت کی روشن پیشانی سے اِس سیاہ داغ کو مٹایا جا سکتا ہے۔ اے کاش ہمیں اس کی اجازت مل جائے تو دنیا دیکھ لے کہ صدیوں کے یہ دھتے دنوں میں کافور ہوتے ہیں یا نہیں؟

نرخنامہ اشتہارات ماہنامہ الفرقان ربوہ

۱۔ اُجرت ٹائیٹل صفحہ ۴	۲۵	روپے
۲۔ " " صفحہ ۳	۳۰	"
۳۔ " " نصف صفحہ	۱۸	"
۴۔ عام پورا صفحہ	۲۵	"
۵۔ " نصف صفحہ	۱۴	"
۶۔ " چوتھائی صفحہ	۸	"

نوٹ:۔ سالانہ معاہدہ کی صورت میں اُجرت میں تخفیف ہو سکتی ہے۔

(مینیجر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

درخواستِ دعا

مجھے سر چکرانے اور کھانسی سے بڑی تکلیف ہے۔ باقی کئی پریشانیاں ہیں۔ خاص دعاؤں کے لئے عاجزانہ التماس ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(نوابزادہ محمد امین خان بنوں سٹی)

ایڈیٹر کی ڈاک

(۱) جناب برکات احمد صاحب گلگت سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کا رسالہ الفرقان پڑھ کر آپ کے لئے ہمیشہ بے ساختہ دعائیں نکلتی ہیں اور ہم جیسے مرکز سے دُور رہنے والوں کے لئے تو خاص کر آب حیات ہے۔ میرے خیال میں مرکز سے نکلنے والے جرائد میں اس وقت الفرقان کو خصوصیت حاصل ہے۔ خداوند کریم اس کے اثر اور خوبیت کو زیادہ کرے اور دن دُونی رات چوگنی ترقی دے اور ہمیں بھی اپنے عہد بیعت پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین"

(۲) محترمہ سلیمہ ساجدہ صاحبہ راولپنڈی سے تحریر فرماتی ہیں:۔

"الفرقان بفضلہ باقاعدگی سے مل رہا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی عمر و صحت اور قلم میں برکت دے آمین۔ میرے پاس تو الفاظ نہیں کہ الفرقان کی خوبیوں کے متعلق کچھ لکھ سکوں۔ آپ کیلئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔

میں انشاء اللہ تعالیٰ اس ماہ کے تیسرے یا چوتھے ہفتے اپنے میاں کے پاس لنڈن جا رہی ہوں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرا یہ سفر دینی و دنیوی ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور کامیاب بعافیت واپس وطن لائے۔ آمین"

(۳) جناب حاجی اصغر علی خان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گنگاپور ضلع لائلپور تحریر فرماتے ہیں:۔

"عیسائیت کے بنیادی عقیدہ پر تحریری مناظرہ پہنچ گیا خوب غور سے پڑھا۔ پادری عبدالحق کے اصل پرچہ پرچہ جات سے آپ نے پادری واحدی لکھ کر جواب دیئے ہیں نے اصل پرچہ پر نمبر لگا کر پڑھے۔ مولوی صاحب آپ نے تو عیسائیت کی جڑ ہی اکھیڑ کر پھینک دی۔ اب اس مسئلہ پر پادری صاحب کے پاس اور رہ ہی کیا جو وہ مناظرہ جاری رکھتے۔ باقی رہی پادری عبدالحق صاحب کی ذہنیت آپکو بھی تجربہ ہوگا اور ایک دفعہ میں نے بھی مشاہدہ دہلی میں دیکھا تھا۔ پادری صاحب نے تمام مذہبوں کو ایک چیلنج دیا اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے ماسٹر آسمان صاحب کو، عیسائیوں کے جلسہ غالباً ایک دن پہلے علم ہوا جا پہنچے۔ پادری صاحب کفارہ پر تقریر کر رہے تھے جو قریباً آدھ گھنٹے تک کی ماسٹر صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا دلی میں ایک مثل مشہور ہے کہ میاں شب شب کیوں کرتے ہو سیدھا شفتالو کیوں نہیں کہہ دیتے۔ ماسٹر صاحب کا لہجہ ایسا ہی ہوتا تھا تمام ہندو مسلمان ہنس پڑے۔ بس پھر کیا تھا پادری صاحب تو آپے سے باہر ہو گئے۔ بہتیرا لوگوں نے سمجھایا کہ یہ تو دلی کی مثل انہوں نے کہی ہے کہ بات کو مختصر کرنا چاہئے لیکن پادری صاحب کی ذہنیت ہی ایسی ہی تھی قصداً مناظرہ بند کر دیا۔"

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ

قرآن مجید میں تورات کا ایک حوالہ

مستشرقین کے اعتراض کا جواب

(از جناب شیخ عبد القادر صاحب - لاہور)

سورۃ الفتح میں فرمایا:-

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ
مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ
رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ
رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۚ ذٰلِكَ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۔

"محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں۔ جب تو انہیں دیکھے گا تو انہیں رکوع و سجود کی حالت میں پائے گا۔ وہ اللہ کے فضل اور رضا کی جستجو میں رہتے ہیں۔ اُن کی شناخت اُن کے چہروں پر سجدوں کے نشان کے ذریعہ موجود ہے۔ اُن کی یہ حالت تورات میں بیان ہوئی ہے۔"

مستشرقین کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ تورات میں مذکورہ حوالہ کہیں موجود نہیں۔ ٹِسڈل نے یہ اعتراض اپنی مشہور کتاب ینابیع الاسلام میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ قرآن نے تورات کا یہ حوالہ غلط دیا ہے (صفحہ ۹)

اس کے جواب میں ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ حوالہ تورات میں موجود ہے لیکن ترجمہ کی مشکلات اور اختلافِ متن کے باعث اصل حقیقت نظروں سے اوجھل رہی۔ بعض نئے تراجم ہیں جو ترمیم کی گئی اس سے قرآنی حوالہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کا یہ کمال ہے

کہ اس آسمانی کتاب نے تورات کے حقیقی متن کی طرف راہنمائی کی ہے۔ یہ امر جائے اعتراض نہیں بلکہ قرآنی حقانیت اور فضیلت کی دلیل ہے۔

تورات کے اختتام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آخری وصیت میں جلوۂ فاران کے ظہور کی بشارت ہے۔ اس بشارت میں قرآنی حوالہ کا مفہوم موجود ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ عبرانی متن کے معانی میں علمائے بائیبل نے اتنا اختلاف کیا ہے کہ اصلی حقیقت چھپ گئی۔ عصرِ حاضر کے تراجم میں متن کی جو اصلاح اور تراجم تجویز ہوئی ہیں اُس کے نتیجہ میں قرآنی مفہوم اُبھر کر سامنے آجاتا ہے۔

رونلڈ۔ اے۔ ناکس (Ronald A. Knox) لاطینی بائیبل کے انگریزی ترجمہ میں جلوۂ فاران والی بشارت پر مندرجہ ذیل نوٹ دیتے ہیں:۔

"اِس باب کے عبرانی متن کے مفہوم
میں بہت زیادہ اختلافات ہیں اور
عین ممکن ہے کہ متن میں خامیاں بھی ہوں"

ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن حکیم نے عبرانی تورات کے مخدوش متن کی اصلاح کی ہے اور حقیقی متن کا مفہوم پیش کیا ہے۔

بائیبل کے "آتھورائزڈ ورژن" میں یہ بشارت بایں الفاظ درج ہے:۔

"خداوند کوہ فاران سے جلوہ گر
ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔
اس کے داہنے ہاتھ پر اُن کے لئے
آتشی شریعت تھی۔ وہ بے شک قوموں
سے محبت رکھتا ہے۔ اس کے سب
مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں۔ اور
وہ تیرے قدموں میں بیٹھے ایک ایک
تیری باتوں سے مستفیض ہوگا۔"

(استثناء $\frac{۳۳}{۲-۳}$)

کیتھولک ٹرتھ سوسائٹی نے لاطینی بائیبل کا اُردو ترجمہ کیا ہے۔ اس میں اس بشارت کا آخری حصہ کچھ مختلف ہے۔ ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اُس نے لوگوں کو پیار کیا۔ سب مقدسین
تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں
کے نزدیک سجدہ کرتے ہیں۔ وہ تیری باتوں
سے روشنی حاصل کریں گے۔"

نیو ورلڈ بائیبل ٹرانسلیشن کمیٹی نے جو ترجمہ شائع کیا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

"خدائے یہواہ فاران کے پہاڑی
علاقہ سے جلوہ گر ہوا اور اس کے
ساتھ لاکھوں قدوسی تھے۔
اُس کے داہنے ہاتھ پر اُن کے
غازی (مرد جنگ) تھے۔ ہاں وہ اپنے
لوگوں کو عزیز بھی رکھتا تھا۔ اُنکے
تمام پاک لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں۔
وہ تیرے قدموں پر (رکوع سجود کی
حالت میں) جھکے ہوئے ہیں۔ انہوں
نے تیرے کچھ کلمات کو پانا شروع کیا"

ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن میں ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

" وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔
وہ دس ہزار قدوسیوں میں سے اپنے
داہنے ہاتھ میں شعلہ فروزاں لیکر رہا
ہوا۔ ہاں اس نے اپنی اُمّت سے محبت
کی۔ وہ تمام لوگ جو کہ اس کے لئے
وقت تھے اس کے ہاتھ میں تھے پس
وہ تیرے قدموں پر ــــ تجھ سے
رہنمائی حاصل کرتے ہوئے چلے"

سُریانی بائیبل میں جس کا ترجمہ حال ہی میں جارج ایم لیمزا نے کیا ہے بشارت کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

" خداوند کوہ فاران سے ظاہر ہوا۔
وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا جو کہ
اس کے داہنے ہاتھ تھے۔ ہاں اس نے
ان کی ضروریات مہیا کیں۔ پھر اس نے
ان کو قوموں کا محبوب بھی بنا دیا۔ اس
نے اپنے تمام قدوسیوں کو بابرکت کیا
اور وہ پورے طور پر اس کے (نقش)
قدم پر چلے۔ ہر شخص نے اس کی باتوں
میں سے ایک بات کو پالیا"[1]

ان مختلف تراجم سے ظاہر ہے کہ متن کا مفہوم واضح نہیں ہے۔ ریوائزڈ سٹنڈرڈ ورشن اور نیو ورلڈ ٹرانسلیشن کے حواشی پر تسلیم کیا گیا ہے کہ بعض الفاظ کے معنی غیر یقینی اور مشتبہ ہیں۔ قرآن حکیم نے تورات کی بشارت کا جو مفہوم پیش کیا ہے نئی تحقیق کی روشنی میں یہ مفہوم قرین قیاس اور درست ثابت ہو رہا ہے تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ تورات کی پہلی نشانی اصحاب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ" بیان کی گئی۔
عبرانی تورات میں بشارت موسوی کا یہ فقرہ بایں الفاظ ہے:۔

" چیمنو ایش داتھ لامو"

عبرانی لفظ ایش داتھ کے نیچے "ریوائزڈ سٹنڈرڈ ورشن" میں مندرجہ ذیل نوٹ دیا گیا:۔

The meaning of the Hebrew world uncertain.

"عبرانی لفظ (ایش داتھ) کے معنی غیر یقینی ہیں"

نیو ورلڈ ٹرانسلیشن کے حاشیہ پر جو نئی تحقیق دی گئی اور جس کو قبول کر کے ترجمہ میں ترمیم کی گئی اس کی رُو سے یہ لفظ مرکب نہیں ہے بلکہ اشداتھ ہے جس کے معنی جنگجو کے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بائیبل میں بایں الفاظ ترجمہ کیا گیا۔

" اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے
جنگ کرنے والے (غازی مرد) جمع تھے"

یہاں اشداتھ کا لفظ بالکل وہی معنی دیتا ہے جو کہ عربی کے اشدّاء کے ہیں۔ عبرانی میں اس کا روٹ

---

[1] Holy Bible from the Peshitta by George M. Lamsa

شدد ہے جس کے معنی قدرت رکھنا، دشمن پر پُرجوش حملہ، قوی، مضبوط اور محفوظ ہونے کے ہیں۔ یہی معنی عربی رُوٹ شِدّة کے ہیں[1]۔

قرآن مجید نے اصحابِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا:-

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ۔

کہ اس کا ساتھ دینے والے کافروں کے بالمقابل اشدّاء ہیں۔"

تورات میں ہے کہ اس کے داہنے ہاتھ پر ایسے قدوسی جمع ہیں جو کہ اشداء ہیں۔ کتنا صحیح مفہوم ہے جو کہ قرآن حکیم نے تورات کے متن کا پیش کیا ہے اور جس کی تصدیق موجودہ زمانہ کے تراجم کے ذریعہ ہو رہی ہے۔

۲- اصحابِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دوسری نشانی "رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" ہے۔ تورات میں اس کے لئے الفاظ یہ ہیں:-

ات حبب عمیم

عام طور پر اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے:-

"اُس نے لوگوں کو پیار کیا"

یا "اُس نے اپنی اُمّت کو عزیز رکھا"

(بعض نے اُمّت ترجمہ کیا ہے اور بعض نے لوگ یا قبائل)

اِس ترجمہ میں بھی رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کا مفہوم کسی حد تک موجود ہے لیکن ترجمہ میں مزید ترمیم کی گنجائش ہے۔ "حبب" کا لفظ تورات میں صرف ایک ہی جگہ آیا ہے یعنی تورات کی مذکورہ بشارت میں۔ اس لئے اس کے معنی بھی معیّن نہیں ہیں۔ مسوراتی اعراب کے مطابق جو کہ پانچویں صدی میں لگائے گئے۔ اِس لفظ کو "حبیب" پڑھا گیا جس کے معنی محبت کرنے کے ہیں۔ اسے حُبب (حوباب) بھی پڑھا جا سکتا ہے جس کے معنی محبت کئے گئے یا محبوب کے ہیں۔ (گنتی $\frac{1}{29}$)

سریانی بائیبل میں اس لفظ کو حوبابیب پڑھ کر اس کا ترجمہ "To be loved" کیا گیا۔ "اس نے انہیں اپنی اُمّت کا یا قوموں کا محبوب بنا دیا"۔ اِس ترجمہ سے رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کا مفہوم اَور واضح ہو جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کی عبرانی، عربی زبان کے بہت قریب تھی۔ ملر بُرّوز نے تسلیم کیا ہے کہ تورات کے جس لفظ کے معنی سمجھ نہ آئیں اس کے لئے ہم سامی زبانوں خصوصاً عربی اور سریانی کی طرف رجوع کرتے ہیں[1]۔ عربی میں حبّب کے معنی باہم محبوب کر دینے کے ہیں یعنی ایک چیز

---

[1] Gesenus's Hebrew and Chaldee Lexicon P. 805

[1] What means these stones? by Millar Burrows P. 43

کو دوسرے کی طرف منسوب کر دیا۔ فرمایا:-
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ
الْاِيْمَانَ (الحجرات ع۱)
"اللہ تعالیٰ نے تمہارے نزدیک
ایمان کو محبوب کر دیا ہے"
انجیلی صورت یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ:-
"اس نے اپنی اُمت میں (باہم) محبت
ڈال دی"
یہ ترجمہ قرآنی متن کے بالکل مطابق ہے۔
۳۔ پھر فرمایا تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا
يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا
تو انہیں رکوع و سجود کی حالت میں
پائے گا اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا
کی جستجو میں۔
کیتھولک بائیبل میں بشارت تورات کے اس
حصہ کا ترجمہ بایں الفاظ ہے:-
"وہ تیرے قدموں کے نزدیک
سجدہ کرتے ہیں۔ وہ تیری باتوں سے
روشنی حاصل کریں گے"
ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں حسب ذیل ترجمہ ہے:-
"پس وہ تیرے قدموں کی پیروی
کرتے ہیں۔ تجھ سے رہنمائی حاصل
کرتے ہوئے"
نیو ورلڈ ٹرانسلیشن کا ترجمہ ہے:-
"وہ تیرے قدموں پر (رکوع و سجود
کی حالت) میں جھکے ہوئے ہیں"
اس ترجمہ میں "رُكَّعًا سُجَّدًا" کا مفہوم شامل ہے۔

آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ اگر کوئی عبرانی عالم قرآن پاک کی رہنمائی میں تورات کے متن کو جانچنے پر آمادہ ہو جائے تو اس پر یہ بات منکشف ہو جائے گی کہ صحیح مفہوم وہی ہے جو قرآن حکیم نے پیش کیا ہے۔ مسوراتی متن میں اعراب کے تغیر و تبدل کے باعث بعض غلطیاں[1] ہیں۔ ان غلطیوں کو اگر دور کر دیا جائے تو وہی متن برآمد ہوتا ہے۔ جس کا مفہوم قرآن مجید نے پیش کیا۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

رسالہ مصباح کا سالنامہ

احمدی خواتین کا مجلہ "مصباح" اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوب ترقی کر رہا ہے۔ ہمارے سامنے اس کا تازہ سالنامہ ہے جو "اسلام میں عورت کا مقام" کے بارے میں نہایت قیمتی، ٹھوس اور مدلل مقالات پر مشتمل ہے۔ محترمہ مدیرہ امۃ الرشید صاحبہ شوکت رسالہ کو خوب محنت سے ایڈٹ کرتی ہیں۔ یہ خاص نمبر خاص طور پر مفید ہے۔
(ادارہ)

۱؎ مسوراتی متن کی انہی غلطیوں اور خامیوں کی نشاندہی کے لئے امریکہ کے ایک یہودی عالم نے حال ہی میں New Torah "تورات جدید" کے نام سے ترمیم شدہ انگریزی ترجمہ شائع کیا ہے۔ (رسالہ ٹائم نومبر ۱۹۶۱ء)

ایک تحقیقی اور تبلیغی مقالہ

ہندوستان پر اسلام کا اثر

(جناب مولانا شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس بھارت)

(۳)

مذہبی اثر کے ماتحت ہندو مسلم اتحاد کی کوشش

چونکہ اسلام ہندوستان کی مختلف اقوام اور قبائل میں داخل ہو چکا ہے اور ہندوؤں میں سے بھی لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ نیز دونوں قوموں میں مذہبی تعصب اور منافرت بھی نہ تھی کیونکہ وہ اب ایک ہی ملک کے باشندے تھے اسلئے دونوں قوموں کو اور قریب لانے کے لئے مختلف اوقات میں مختلف ہندو بزرگوں کی طرف سے ہندو مسلم اتحاد کی تحریک چلی۔ کبھی قرآن، پُران، وید کتاب" اور "رام رحیم ایک ہے" کا نعرہ بلند ہوا۔ ہندو گھرانوں میں پیدا ہونے والے ان بزرگوں میں جو ہندو مُسلم اتحاد کے داعی تھے رامانند، کبیر، رام داس، سورداس، تلسی داس اور گورو نانک دیو جی کے اسماء گرامی قابلِ ذکر ہیں۔

رامانند جی ۱۴۵۶ء میں الٰہ آباد میں برہمن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہو کر مسلمانوں سے ملے خیالات میں تبدیلی پیدا ہوئی اور ہندو مسلم اتحاد کے لئے کوشش کی۔ کبیر جی رامانند کے شاگرد تھے۔ یہ بھی ایک برہمن بیوہ کے بچے تھے۔ سکندر لودھی نے ان کو پناہ دی تھی۔ کبیر جی ذات پات، بتوں کی پوجا اور تناسخ کے قائل نہ تھے۔ اپنے استاد گورو کی تربیت کے نتیجہ میں ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔

اسی طرح گورو نانک دیو جی مہاراج جو ۱۴۶۹ء میں ایک کھتری مہتہ کالو جی کے گھر میں پیدا ہوئے۔ وہ ہندو مسلم اساتذہ سے پڑھے، مسلمان بزرگوں سے ملے، زیارت گاہوں پر گئے۔ حج کو بھی تشریف لے گئے۔ ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ ان کے دو حواری بھائی مردانہ مسلمان اور بھائی بالا ہندو سکھ لٹریچر میں مشہور ہیں۔

شیخ فرید ثانی جن کو سکھ لٹریچر میں شیخ برہم کا نام بھی دیا گیا ہے۔ ان کو بابا صاحب کے ساتھ بہت محبت اور خلوص تھا۔ آپ کی کئی بار بابا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ بابا نانک صاحب نے شیخ فرید صاحب کے گلے مل کر یہ شبد پڑھا ؎

آؤ بہنیں گل ملہہ انک سہیلڑیا
مل کر کہے کہانیاں سمرتھ کنت کیاہ
ساچے صاحب سب گن اوگن سب اساہ		(پوراتن جنم ساکھی صفحہ ۵)

یہ کیسا محبت انگیز نظارہ ہے کہ بابا صاحب ایک مسلمان بزرگ کو بہن کہہ کر اور اس کے گلے مل کر ایک میٹھی بانی کہہ رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ گورو جی کو مسلمانوں کے ساتھ پیار و محبت کرنے میں لطف و سرور حاصل ہوتا تھا۔

اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں قرآن کریم کا ہندی میں ترجمہ ہوا۔ گیتا کا ترجمہ فیضی نے کیا۔ اکبر کی تحریک "دین الٰہی" بھی ہندو مسلم اتحاد کے لئے ہی تھی۔ اسی طرح مسلمانوں کو ہندو لٹریچر سے واقفیت بہم پہنچانے کے لئے شہزادہ داراشکوہ نے ۵۰ اپنشدوں، یوگ وشنشٹ اور بھگوت گیتا کا ترجمہ کیا۔ دراصل یہ اسلام کی روادارانہ تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ مسلمان بادشاہوں، شاہزادوں اور ادیبوں نے ہندو لٹریچر کو بھی فارسی زبان میں ترجمہ کر کے یا کروا کر مسلمانوں کے سامنے پیش کیا تاکہ دونوں مذاہب کے ماننے والوں میں باہمی اتحاد و یگانگت پیدا ہو اور تعصب و منافرت کے جذبات و خیالات دب جائیں۔

۵۔ اسلام کا سیاستِ ہند پر اثر

(ا) سیاسی اتحاد

ابتدائے مضمون میں اس امر کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل ہندوستان مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور مملکتوں میں بٹا ہوا تھا اور سیاسی اتحاد مفقود تھا۔ مگر مسلمان فاتحین کی آمد کے نتیجہ میں ہندوستان میں ایک مرکزی حکومت قائم ہو گئی اور ملک میں چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستوں کا خاتمہ ہو کر سارا ملک سیاسی وحدت کی سلک میں پرو دیا گیا۔ چنانچہ ڈاکٹر تارا چند اس سیاسی وحدت کا ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں:-

"اسلامی سلطنت نے ایک طرف متعدد خود مختار طاقتوں کے مراکز کو ختم کرنے اور دوسری طرف ایسے سرداروں اور جاگیرداروں کے سلسلہ کو دبانے کے لئے ضروری اقدام کیا جو مرکزی حکومت اور عوام کے امور میں مداخلت کرتے رہتے تھے اور اس طرح ملک میں سیاسی اتحاد اور وسیع جذبۂ وفاداری کے پیدا کرنے کی کوشش کی۔"

(کتاب "Influence of Islam" ص ۱۴۱)

(ب) مسلمان حکمرانوں کا غیر مسلموں سے روادارانہ سلوک

اس مقام پر اس امر کا تذکرہ کر دینا بھی نہایت مناسب ہے کہ مسلمان حکمرانوں نے اپنے عہدِ حکومت میں غیر مسلم رعایا سے رواداری کا فیاضانہ سلوک کیا۔ اُن کو حکومت کے کاروبار میں شریک کیا۔ غیر مسلم صوبوں کے گورنر اور فوجوں کے سپہ سالار مقرر ہوتے۔ اکبر کے زمانہ میں راجہ مان سنگھ نے کابل کی بغاوت فرو کی۔ اور اکبر کی طرف سے وہاں کا گورنر رہا۔ اسی طرح اورنگ زیب کی طرف سے جسونت سنگھ اور جے سنگھ، شیواجی کے مقابل پر لشکر کے سپہ سالار تھے۔ راجہ ٹوڈر مل اور بیربل تو اکبر کے نورتنوں میں شامل تھے۔ مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری اور غیر مسلم رعایا کے حقوق

کی حفاظت و وابستگی کے بارہ میں چند قابل اور مستند غیر مسلم ہستیوں کی آراء پیش کرتا ہوں۔

(۱) ڈاکٹر تارا چند مشہور ہندوستانی مؤرخ اپنی کتاب "اہلِ ہند کی مختصر تاریخ" میں فرماتے ہیں:۔

(الف) "مسلمان بادشاہ اپنی ہندو رعایا کے ساتھ اصولاً بھی اور ملکی مصلحتوں کے لحاظ سے بھی رواداری برتتے تھے اس طرزِ عمل سے بہت تھوڑے بادشاہوں نے انحراف کیا۔ لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانا یا مندروں کو گرانا شاذ و نادر وقوع میں آیا۔ کبھی کبھی ہندوؤں پر جزیہ لگایا گیا مگر اس کا بار بہت ہی کم تھا۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی حکومت میں ہندوؤں کو ملازمتیں ملتی تھیں اور بعض اوقات وہ اونچے عہدوں تک پہنچ جاتے تھے .... مسلمان بادشاہ اپنی ہندو رعایا کے ساتھ انصاف کرتے تھے اور اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ حکومت خود مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں کو ڈگری دینے اور انکی دادرسی کرنے میں دریغ نہ کرتی تھی ...

... مسلمان بادشاہوں کی عمارتوں اور یادگاروں سے اس بات کا بیّن ثبوت ملتا ہے کہ وہ ہندو معماروں اور کاریگروں سے کام لیتے تھے ہندو صنّاعوں نے اپنے آقاؤں کے لئے فنِ تعمیر کے نئے نئے طرز نکالے جس میں ہندو تعمیر کی مضبوطی اور آرائش اور مسلم طرز کے حسن اور سادگی کی آمیزش تھی ...

.... اس کے علاوہ مسلمان حکمرانوں کو اپنی ہندو رعایا کے علوم و فنون سے دلچسپی تھی۔ البیرونی نے ہندو مذہب اور فلسفہ کا مطالعہ کر کے ان مباحث پر عربی میں کتابیں تصنیف کیں فیروز تغلق نے سنسکرت کی کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کرایا۔ سکندر لودھی کے حکم سے ایک طبّی کتاب کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوا۔" (ص ۱۸۵-۱۸۷)

(ب) "اگرچہ مغلیہ حکومت اصولاً استبدادی حکومت تھی مگر بادشاہوں کا طرزِ عمل مشفقانہ اور مربیانہ تھا۔ بقول ایک مؤرخ کے" وہ اپنی رعایا اور امیروں کے درمیان اس طرح رہتے تھے جیسے محبت والے ماں باپ اپنی اولاد کے گھر میں رہتے ہیں۔ انہوں نے کبھی یہ نہیں کیا کہ رعایا کی ایک جماعت سے التفات اور دوسری جماعت سے بے رخی برت کر خلقِ خدا کا دل دکھایا ہو۔ وہ فاتح اور مفتوح کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔" چنانچہ کئی پشتوں تک یعنی شاہجہان کے

زمانے تک ہندوستان میں امن وامان' محبت اور ہم آہنگی کا دَور دَورہ رہا۔"

(اہلِ ہند کی مختصر تاریخ صفحہ ۲۳۴)

(ج) سردار پانیکر یو۔پی اور مسلم حکومتوں کے بارہ میں تحریر کرتے ہیں:۔

"With the short cut to prosperity and power so clearly marked out for them, it is remarkable, the muslims to day in the united Provinces, which were continuously under Muslim rule for six hundred years, number only 14 percent"

(A hand book of Indian History P. 274)

یعنی صوبجاتِ متحدہ میں جو مسلم حکومت کے ماتحت قریباً ۶۰۰ سال تک رہے اور جہاں مسلمانوں کی طاقت اور خوشحالی کا دَور دورہ رہا یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مسلمانوں کی تعداد آج وہاں صرف ۱۴ فیصد ہے۔"

گویا یہ امر خود ظاہر کرتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے دَورِ حکومت میں اپنی رعایا پر کوئی مذہبی جبر و تشدد نہیں کیا۔ جو لوگ برضا و رغبت خود اور بلا جبر و اکراہ مسلمان ہو گئے وہ ہو گئے ورنہ مذہبی امور میں کسی پر جبر نہیں کیا گیا۔

(د) اخبار "پربھات" ۴ مارچ ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"ممکن ہے کہ یہاں کے مسلمان بادشاہوں کے اثر سے بھی کچھ لوگ مسلمان بن گئے ہوں لیکن اُن مسلمانوں کی تعداد ایسے مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے جو ہندوؤں کی تنگ نظری اور تعصب سے دُکھی ہو کر اپنے آبائی مذہب سے خود بخود دُور چلے گئے۔ ہمارے یہاں بھارت میں ایسے ہندوؤں کو مسلمان بادشاہوں نے نہیں' اُن مسلمان سنتوں نے اسلام کے حلقہ بگوش کیا جو اپنی پاکیزہ سیرت (کی وجہ سے) اُن کے لئے خود بخود باعثِ کشش بن گئے۔ اسلام میں وہ پرویش کرتے ہی اس سیاسی اور سماجی غلامی سے آزاد ہو گئے جس نے اُن کے لئے باہر ترقی کی تمام راہیں بند کر رکھی تھیں۔"

(ھ) سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی تحریر کرتے ہیں:۔

"ہم یہ نہیں کہتے کہ کُل مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں پر ظلم کیا۔ بہت سے ایسے بھی ہوئے ہیں جو نیک مزاج تھے اور ہندوؤں کے ساتھ عمدہ عمدہ سلوک کیا کرتے تھے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آٹھ سو سال کے اندر

ہندوؤں کا نام بھی باقی نہ رہتا۔"
(تواریخ گورو خالصہ حصہ دوم ص۵۰۵)

(و) ایک اور سکھ ودوان مسلمان بادشاہوں کی مذہبی رواداری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"یہ بات درست نہیں کہ مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنایا۔ اگر یہ بات درست ہوتی تو دہلی کے ارد گرد مسلمانوں کی اکثریت ہوتی۔ کیونکہ دہلی میں مسلمانوں کی حکومت آٹھ سو سال تک رہی ہے۔"
(ترجمہ از گولڈن ٹیبل ہندو اتہاس ص۹۶)

پس غیر مسلم مؤرخین اور سنجیدہ علم دوست احباب کی آراء واضح ہیں کہ مسلم بادشاہوں کے عہد میں غیر مسلموں سے رواداری اور فیاضی کا سلوک ہوتا تھا۔ ان بادشاہوں کی رواداری اور مسلمان بزرگوں کی روحانی کشش اسلام کی ترقی کا باعث بنی۔

۶۔ اسلام کا ہندوستان کی زبان پر اثر

مسلمانوں کی آمد سے قبل شمالی ہندوستان کے لوگوں کی زبان دیوناگری اور سنسکرت تھی اور شمال مغرب سے آنے والے مسلمانوں کی زبان فارسی تھی جب مسلمانوں کو ہندوستان میں اقتدار حاصل ہوا تو سرکاری اور عدالتی زبان فارسی قرار پائی۔ مگر ہندوؤں اور مسلمانوں کے عوام کے میل جول سے ایک نئی زبان پیدا ہوئی جو اردو زبان کہلائی۔ چنانچہ

(ا) ڈاکٹر تاراچند رقمطراز ہیں :-

"ہندوؤں اور مسلمانوں کے میل جول سے ایک نئی زبان پیدا ہوئی جو شروع میں دکنی یا ہندی کے نام سے مشہور تھی۔ اور اب اردو یا ہندوستانی کہلاتی ہے۔ اگرچہ اس کی بناء ابتدائی عہد وسطیٰ میں پڑ گئی تھی لیکن اس کے ادب میں مغلوں ہی کے عہد میں ترقی ہوئی۔ اس زبان کے پہلے قابلِ ذکر مصنفین دکن کے صوفیاء کرام جنہوں نے مذہبی مضامین کو نظم میں بیان کیا۔" (اہلِ ہند کی مختصر تاریخ ص۱۲۳)

(ب) پنڈت جواہر لعل نہرو اپنی کتاب Glimpses of World History کے ص۲۵۲ پر تحریر کرتے ہیں :-

(۱) "آہستہ آہستہ فوجی کیمپوں اور بازاروں میں ایک نئی زبان نے ترقی کرنا شروع کر دیا جس کا نام "اردو" ہے۔ جس کے معنے لشکر کے ہیں۔ یہ زبان دراصل تھوڑی سی ظاہری تبدیلی کے ساتھ ہندی ہی ہے۔ ہاں اس میں بہت سی تعداد فارسی الفاظ کی شامل ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہندی ہی رہی۔ یہ ہندی اردو زبان یا جیسا کہ بعض اوقات اسے ہندوستانی بھی کہا جاتا ہے تمام شمالی اور وسطی ہندوستان میں پھیل گئی اور اب اسکو پندرہ کروڑ

لوگ بولتے ہیں۔ اس کے سمجھنے والوں کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے۔ اس طرح یہ زبان تعداد کے اعتبار سے دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں سے ایک ہے۔"

(۲) ۱۹۵۳ء میں گوالیار میں سائنس کانگریس کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت نہرو جی نے فرمایا:-

"اُردو کی مخالفت میں جو آوازیں اُٹھتی ہیں اُن کو سن کر مجھے حیرت ہوتی ہے۔ اُردو اب ہندی کا مقابلہ نہیں کرتی۔ وہ صرف ایک ایسی جگہ کا دعویٰ کرتی ہے جو ہندوستان کے اس وسیع ملک میں بطور ورثہ اس کو ملی ہے۔ یہ ہماری زبان ہے اور اس نے ہمارے ملک میں پرورش پائی ہے ہم کیوں اس کو مسترد کر دیں۔ یہ غیر ملکی سمجھیں یہی وہ تنگ نظری اور نارواداری ہے جو ہمارے کلچر کی نشو ونما کے لئے سب باتوں سے زیادہ خطرناک ہے۔"

(ہماری زبان یکم فروری ۱۹۵۳ء)

(ج) اسلامی عہد میں "اُردو زبان" کے پیدا ہونے کے علاوہ علاقائی۔ بنگالی زبان کو تو اس قدر ترقی ہوئی کہ وہ ایک ادبی زبان بن گئی اور بادشاہوں کے دربار تک جا پہنچی۔ چنانچہ دنیش چندرا سین اپنی کتاب "History of Bengali" کے صفحہ پر رقمطراز ہیں کہ بنگالی زبان کو ادبی معیار تک پہنچانے میں کئی اثرات کا دخل ہے جن میں سے اہم امر بلاشک وشبہ اسلامی فتح ہے۔ اگر ہندو حکمرانوں کو ہی آزادی ملی رہتی تو بنگالی زبان کو کبھی بھی یہ موقعہ نہ ملتا کہ وہ شاہی درباروں تک رسائی حاصل کر سکے۔

۷۔ مسلمانوں کا ہندوستانی آرٹ (Art) پر اثر

ہندوستان میں عہد وسطیٰ کی ابتداء میں مصوری میں اجنتا کی روایات کی پیروی کی جاتی تھی۔ مگر جب مغل آئے تو ایرانی دتورانی مصوری ہمراہ لائے اور ہندوستان میں ہندوستانی اور مسلم دونوں کا مخلوط آرٹ قائم ہوا۔ مغلوں نے اپنے عہد میں نئے فن تعمیر کو مروّج کیا جن کے متعلق یہ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ وہ دیووں کی طرح عمارت کو بناتے اور جوہریوں کی طرح اس کی تکمیل کرتے تھے۔ ہندوستان کے بعض فن عمارت کے عجائبات مسلمانوں کا ہی کام ہے اور ہندوستان ان خزانوں پر فخر کر سکتا ہے جو اسکے مسلمان فرزندوں نے اس کے سامنے لا ڈالے ہیں بلکہ ہندوؤں کی عمارات میں بھی اُن کا اثر نظر آتا ہے کیونکہ فن کسی خاص قوم یا مذہب کی قیود کے اندر نہیں جکڑا جا سکتا۔

ا۔ ڈاکٹر تارا چند اپنی کتاب "اہل ہند کی مختصر تاریخ" میں رقمطراز ہیں:-

"مسلمان بادشاہوں کی عمارتوں اور یادگاروں سے اس بات کا بین ثبوت

ملتا ہے کہ وہ ہندو معماروں اور کاریگروں سے کام لیتے تھے۔ ہندو صناعوں نے اپنے آقاؤں کے لئے فنِ تعمیر کے نئے طرز نکالے جس میں ہندو طرز تعمیر کی مضبوطی اور آرائش اور مسلم طرز کے حسن اور سادگی کی آمیزش تھی۔" (ص۱۸۱)

جب ہم اسلامی عہد کی تعمیرات کا جائزہ لیتے ہیں تو تاریخ کے اعتبار سے ہمیں مندرجہ ذیل امور نمایاں نظر آتے ہیں:۔

(۱) عمارتوں کا عام خاکہ، آرائش کی جزئیات یہ ہندوستانی چیز ہے تو گنبد اور محراب کا اضافہ مسلمانوں نے کیا۔

(۲) مسلمانوں نے مساجد، گنبدوں اور قلعوں کی تعمیر میں خاطر خواہ حصہ لیا۔

(۳) اجنتا اور دہلی کے آرٹ میں نمایاں فرق ہے مگر دہلی، بیجاپور اور کانگڑہ کے آرٹ میں اتنا فرق نہیں۔

(۴) اکبر کے زمانہ میں فتح پور سیکری کی عمارتیں مخلوط آرٹ کی شاہکار ہیں۔

(۵) قطب صاحب کی لاٹھ ہندو معماروں نے بنائی۔ وہ ہندو آرٹ کا نمونہ ہے۔

(۶) بندرابن کا مندر۔ اس کی محرابیں عربی اور ایرانی طرز کی ہیں۔

(۷) تاج محل، شاہی مسجد، لال قلعہ، اکبر کا روضہ، اعتماد الدولہ کا مقبرہ، دیوانِ خاص اور دیوانِ عام یہ سب اسلامی آرٹ کا شاہکار ہیں۔

۲۔ "لین پول" فتح پور سیکری کو آج اس کی شکستہ حالت میں بھی "ہندی پیپے آئی" کہتا ہے۔ جو اپنے یگانۂ روزگار اور نت نئے نقش و نگار اور عجیب و غریب ساخت کے سبب فنونِ لطیفہ کے متعلق نہایت خوبصورت اختراعات کا عجائب گھر ہے اور تاج محل آگرہ تو ہر قسم کی توصیف و تعریف سے بالاتر ہے۔ اس کو سنگِ مرمر میں حسن و جمال کا ایک مجسّمہ کہا جاتا ہے جس کا نقشہ جنّات نے بنایا اور جس کی تکمیل پریوں نے کی۔" اور زوفانی کہتا ہے کہ یہ اتنی خوبصورت عمارت ہے کہ اس کو شیشے کے ایک خول کی ضرورت ہے۔" الغرض مسلمانوں نے اپنے عہد میں ہندوستان کو فنِ تعمیر کے لحاظ سے مالا مال کر دیا جس پر ہندوستان کو اب بھی ناز ہے۔

اسلام کا نیا دور ہندوستان میں

اب میں اس مضمون کے آخری حصہ میں ایک اہم امر کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ انیسویں صدی کے وسط میں ہندوستان میں اسلامی سلطنت کی بنیادیں کمزور ہوتی چلی گئیں اور سلطنتِ مغلیہ جس کی بنیاد ۱۵۲۶ء میں مرزا ظہیر الدین بابر نے ڈالی تھی اس کا خاتمہ ۱۸۵۷ء میں آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کے زوال کے ساتھ ہو گیا۔ مگر یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ جب اس ملک میں مسلمانوں کی دنیوی حکومت زوال پذیر ہو رہی تھی انہی ایام میں خداوند تعالیٰ مسلمانوں کی روحانی سلطنت کو قائم کرنے کا انتظام عرشِ بریں پر کر رہا تھا۔ اور یہ صرف ہندوستان

کے لئے نہ تھا بلکہ ساری دنیا میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا آغاز تھا۔ اگر ہندوستان میں مغلوں کے ہاتھوں سے سیاسی اقتدار جا رہا تھا تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ ایک اور **فارسی الاصل** انسان کے ذریعہ اسلام کی سربلندی اور شریعتِ محمدیہ کے احیاء و قیام کا انتظام کر رہا تھا۔ میری مراد اس سے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی پیدائش و بعثت سے ہے۔ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا۔ لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجال او رجلٌ من ھؤلاء (بخاری کتاب التفسیر) کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو اس کو ایک فارسی الاصل انسان پھر واپس لائے گا۔ چنانچہ قادیان کی مقدس بستی میں ایک مغل خاندان کے قابلِ احترام فرد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان کے ہاں ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پیدا ہوئے۔ آپ کا بچپن اور جوانی نیکی و تقویٰ اور روحانیت کے اعلیٰ معیار پر تھا۔ چالیس برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص شرفِ مکالمہ مخاطبہ سے مشرف فرمایا۔ اسلام کی حقانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب پر آپ نے شاندار کتب تصنیف فرمائیں اور مختلف مذاہب کے علماء و فضلاء سے مناظرات و مباحثات کر کے اسلام کی فضیلت اور بزرگی کو ثابت فرمایا۔ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو باذنِ الٰہی "سلسلہ احمدیہ" کی بنیاد رکھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو موعود اقوامِ عالم، مہدی معہود اور مسیح موعود کے روحانی منصب پر سرفراز فرمایا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

(الف) "مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا۔" (اربعین ص۱)

نیز فرمایا:۔

(ب) "میں اُن گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رُو سے میں وہی ہوں۔ یہ خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تُو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے ...... یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔"
(لیکچر سیالکوٹ)

(ج) حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ان دعاوی سے لوگوں کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ شاید آپ سیاسی اقتدار کے خواہاں ہیں مگر آپ نے صاف الفاظ میں فرما دیا ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

مُلکِ سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار
مُلکِ رُوحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گزرے ہیں امیر و تاجدار
مَیں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(د) آپ نے تمام دنیا کو ایک روحانی اور زندگی بخش پیام دیا۔ فرماتے ہیں :-

"مَیں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اِس ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مسیح کرکے بھیجا ہے جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرلے۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ مَیں اِس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں دیکھو مَیں آسمان اور زمین کو گواہ کرکے کہتا ہوں یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ اِلّا اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے دنیا زندہ ہو رہی ہے، نشان ظاہر ہو رہے ہیں، برکات ظہور میں آ رہے ہیں، غیب کے چشمے کھل رہے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے!"

(لیکچر زندہ رسول)

(ھ) نیز مذاہبِ عالم میں اتحاد اور باہمی رواداری کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے اس زرّین قرآنی اصل کو پیش فرمایا کہ :-

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ وہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں ..... یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھایا۔ اِس اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو ..... عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔" (تحفہ قیصریہ)

نیز ہندو مسلم اتحاد کے لئے آپ نے اپنی وفات سے قبل ایک رسالہ "پیغام صلح" تحریر فرمایا جو آج بھی اُن دردمند دلوں کے لئے جو ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں لمحۂ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہندو دھرم کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعاوی اور زندگی بخش روحانی پیغام کے نتیجہ میں اہلِ مذاہب میں ایک تحریک پیدا ہوگئی۔ ہر سُو مخالفت کا طوفان اُمڈ آیا مگر اللہ تعالیٰ نے

آپ کی ہر رنگ میں حفاظت فرمائی اور آپ کے پیغام نے خدا ترس روحوں پر اثر کیا اور آپ کا سلسلہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرنے لگا۔ ہندو دھرم کے بارہ میں خدا تعالےٰ نے آپ کو بشارت دی کہ یہ لوگ پھر اسلام کی طرف رجوع کریں گے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا
ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا
اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع
ہوگا" (اشتہار ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء)

یہ الہام ایک امید کا پیغام ہے کہ ایک وقت آنے والا ہے جب ہندو مسلم اتحاد پھر پروان چڑھے گا اور دونوں قوموں کے عقائد، نظریات اور اعمال و عبادات میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پیش کردہ اصول کی روشنی میں یکرنگی پیدا ہوگی اور ہندوستان کی بسنے والی اقوام پھر ایک ہی روحانی گھاٹ سے آبِ زندگی پئیں گی۔ خدا کرے کہ یہ مبارک ایام جلد سے جلد آئیں تا کہ ہمارا ملک ہر قسم کی دینی اور دنیوی برکات سے بہرہ اندوز ہو۔ اللّٰھم آمین۔

جماعت احمدیہ کا روشن مستقبل
اور
خدائی بشارات

اب میں اس پُر امید اور خوش آئند مستقبل کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی دو ایمان افروز تحریرات پیش کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

(۱) "خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے
کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور
میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور
میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائیگا
اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کے
لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال
حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور
اپنے دلائل اور نشانوں کی وجہ سے
سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک
قوم .... اس چشمے سے پانی
پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا
اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر
محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں
پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے
مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دیگا
اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور
خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

"میں تجھے برکت پر برکت
دوں گا۔ یہاں تک کہ
بادشاہ تیرے کپڑوں سے
برکت ڈھونڈینگے"

سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا

کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔"
(تجلیات الٰہیہ صلا)

(ب) "اے تمام لوگو! سُن رکھو یہ اُس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلائے گا۔ اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اِس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی ..... دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولیگا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"
(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴-۶۵)

پس مبارک ہے وہ شخص جو مامور ربانی اور مرسل یزدانی کو شناخت کرکے اس پر ایمان لائے۔

عید قربان

(حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل)

سبق لو عید قرباں سے سبھی تیار ہو جاؤ
بہ بذلِ مال و جاں۔ اک پیکرِ ایثار ہو جاؤ
خلیل اللہ کی سنت تازہ کرنے کو۔ کمربستہ
پئے تعمیل حکم حاکم دادار ہو جاؤ
بہ وقفِ جائداد و تنظیم و ضبط و خدمتِ دینی
ثمر اندوزِ نعمتہائے عقبیٰ الدار ہو جاؤ
تمہارے پاس جو کچھ ہے لگا دو راہِ مولیٰ میں
فقیرِ بے نوا بن کر شہِ دربار ہو جاؤ
سرِ دار آکے اپنی موت سے اِک زندگی پاؤ
سہولت سے اَبد تک قوم کے سردار ہو جاؤ
ہزار دل راگ خاکستر کے ہر ذرّے سے پیدا ہوں
جلاکر رختِ ہستی اپنا۔ موسیقار ہو جاؤ
صدف بن کر سمیٹو قطرہ ہائے ابرِ رحمت کو
تو آب و تاب پاکر گوہرِ شہوار ہو جاؤ
اگر ہو بحرِ بے پایاں جو ساحل ہی نہ ملتا ہو
ہوائے شوق بھر کر سر میں یکدم پار ہو جاؤ
بہ فیضِ ساقیٔ وحدت مئے گلرنگ
پیو بھی اور پلاؤ بھی کہ سب سرشار ہو جاؤ
ابھی تو دور ہے منزل بڑھے آؤ بڑھے آؤ
نشانِ نقشِ پا دیکھو سبک رفتار ہو جاؤ
خلش کانٹوں کی پاؤں تیز کردے اور بھی اکملؔ
گلِ صد برگ بن کر اُس گلے کا ہار ہو جاؤ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا عدالتی بیان

غیر مبایعین کی غلط فہمی کا ازالہ

(محترم جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری)

مسٹر محمد طفیل صاحب ایم۔اے مبلغ غیر مبایعین نے ایک ٹریکٹ بزبان انگریزی "Today and Yesterday" لکھا ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے تحقیقاتی کمیشن کے سامنے دیئے گئے بیان کے ایک فقرہ کو سیاق بیان سے الگ کر کے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ جماعت احمدیہ مسئلہ کفر و اسلام میں اپنے سابقہ عقیدہ سے رجوع کر چکی ہے۔ یہی غلط پروپیگنڈا آج کل دوسرے غیر مبایعین بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان کے متعلق کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے یہ طریق اختیار کر رکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے بیان کے ان ضروری حصوں کو تو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جو اس فقرہ کی وضاحت کرنے والے ہیں۔ جن میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی تسلیم کیا ہے۔ اور مسیح اور مہدی کا ماننا مسلمانوں کے عقیدہ کا ضروری جزو اور نبی کا انکار کفر قرار دیا ہے۔ یہ لوگ صرف بیان کے آخری حصہ سے ایک فقرہ لے لیتے ہیں اور پھر اس کا خود ساختہ مفہوم لیکر غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسٹر محمد طفیل صاحب کے اعتراض کی تفصیل یہ ہے۔ کہ تحقیقاتی کمیشن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کے لیکچر "ذکر الٰہی" کی ایک عبارت پیش ہوئی کہ:۔

"میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں دو گروہ ہیں، ایک مومن دوسرے کافر۔ پس جو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والے ہیں۔ وہ مومن ہیں۔ اور جو ایمان نہیں لائے خواہ ان کے ایمان نہ لانے کی کوئی وجہ ہو وہ کافر ہیں"

اس اقتباس کے متعلق آپ پر سوال کیا گیا:۔

"کیا یہاں لفظ کافر مومن کے مقابل پر استعمال نہیں ہوا ؟"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں کہا:۔

"اس عبارت میں مومن سے مراد وہ شخص ہے جو مرزا غلام احمدؑ پر ایمان لاتا ہے اور کافر سے مراد وہ شخص ہے۔ جو آپ کا انکار کرتا ہے"

اس پر عدالت نے آپ سے سوال کیا:۔

تو کیا مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لانا جزو ایمان ہے ؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا:۔

"جی نہیں۔ یہاں پر لفظ مومن صرف مرزا غلام احمد پر ایمان لانے کے مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے نہ کہ **اسلام کے بنیادی عقیدوں پر ایمان لانے کے مفہوم میں**"۔

خط کشیدہ سیاق عبارت اور بیان کے پہلے حصوں کو جن کی روشنی میں یہ بیان دیا گیا ہے نظر انداز کر کے مسٹر محمد طفیل لکھتے ہیں۔

"اس کے بالمقابل مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۱۹۱۴ء میں یہ اعلان کیا تھا کہ مسیح موعود کا ماننا ضروری ہے۔ پس کس کا دل گردہ ہے کہ ان کا مقابلہ کر کے کہے کہ حضرت مسیح موعود کا ماننا [illegible]"[1]

حقیقت یہ ہے کہ دونوں عبارتوں میں کوئی حقیقی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیان میں اسلام کے بنیادی عقیدوں کے لحاظ سے مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان شمار نہیں کیا۔ آپ کے اس عدالتی بیان کے دوسرے حصوں کی روشنی میں اس جگہ اسلام کے بنیادی عقیدوں سے آپ کی مراد توحید الٰہی اور رسالت محمدیہ کے عقیدے ہیں یا دوسرے لفظوں میں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار ہے۔

افسوس ہے کہ مسٹر محمد طفیل نے بیان کے ان پہلے حصوں کو ملحوظ نہیں رکھا ورنہ ان حصوں کی موجودگی میں مسٹر موصوف یہ غلط فہمی نہیں پھیلا سکتے تھے کہ آپ کے بیان اور الفضل ۱۹۱۴ء کے بیان میں اختلاف ہے۔ **عدالتی بیان کے نظر انداز** کردہ حصے یہ ہیں:۔

تحقیقاتی عدالت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر سوال کیا۔

"کیا اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو نبی کہا ہے؟"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کے جواب میں کہا۔

"جی ہاں"

پھر عدالت نے آپ سے سوال کیا:۔

"کیا مسیح اور مہدی کو نبی کا رتبہ حاصل تھا؟"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے اس کا جواب دیا:۔

"جی ہاں"

اس پر عدالت نے سوال کیا:۔

"کیا مرزا غلام احمد صاحب نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا؟"

اس کا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا۔

"جی ہاں"۔

پھر عدالت نے آپ پر سوال کیا:۔

"کیا مسیح اور مہدی کے ظہور پر اس پر ایمان لانا مسلمانوں کے عقیدہ کا ضروری جزو ہے؟"

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا:۔

"جی ہاں۔ اگر کوئی شخص سمجھ جاتا ہے کہ یہ دعویٰ درست ہے تو اسے ماننا اس پر فرض ہو جاتا ہے"۔

پھر آپ پر عدالت نے سوال کیا۔

"کیا سچے نبی کا انکار کفر نہیں"

---

[1] یہ عبارت صرف ایڈیٹر صاحب الفضل کی ہے (...)

اس کا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا کہ:۔
"ہاں یہ کفر ہے۔ لیکن کفر دو قسم کا ہوتا ہے
ایک وہ جس سے ایک شخص ملت سے خارج
ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا وہ جس سے وہ
ملت سے خارج نہیں ہوتا کلمہ طیبہ کا انکار
پہلی قسم کا کفر ہے اور دوسری قسم کا کفر جس سے
کم درجے کی بدعقیدگیوں سے پیدا ہوتا
ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان کے ان حصوں سے ظاہر ہے کہ آپ نے عدالت میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو نبی بھی تسلیم کیا ہے اور نبی کا انکار کفر بھی قرار دیا ہے نیز آپ کو مسیح اور مہدی بھی تسلیم کیا ہے اور یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ مسیح اور مہدی نبی ہے اور اس کا ماننا مسلمانوں کے عقیدہ کا ضروری جزو ہے۔ ہاں آپ نے مسیح موعودؑ کے انکار کو کفر قسم دوم قرار دیا ہے نہ کفر قسم اوّل جو کلمہ طیبہ یعنی توحید الٰہی اور رسالتِ محمدیہ کے انکار سے لازم آتا ہے۔

اس سارے بیان سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کے نزدیک مسیح موعود کا ماننا ضروریاتِ دین کی جزو ہونے کی وجہ سے تو جزوِ ایمان ہے۔ ہاں یہ توحید الٰہی اور رسالتِ محمدیہ کے بنیادی امورِ ایمانیہ کی جزو نہیں۔ یہ دونوں بنیادی عقیدے بنیادی طور پر جزوِ ایمان ہیں۔ چونکہ ان میں مسیح موعودؑ کا ذکر موجود نہیں۔ اس لئے آپ نے مسیح موعودؑ کا ماننا ان بنیادی امورِ ایمانیہ کی جزو قرار نہیں دیا۔

اس حقیقت کو سمجھ لینے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ یہ وہی بات ہے جس کو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقۃ الوحی میں تحریر فرما چکے ہیں یعنی:۔

"کفر دو قسم پر ہے (اوّل) ایک یہ کفر کہ
ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا
رسول نہیں مانتا (دوم) دوسرے یہ کفر
کہ مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا اور
اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا
ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے
میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔
اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید
پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور
رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور
اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم
کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹)

جماعت احمدیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہمیشہ سے یہی مسلک رہا ہے۔ چنانچہ عدالتی بیان سے اٹھارہ سال پہلے آپ نے ایک خطبہ میں فرمایا:۔

"جب کوئی شخص اسلام کو اپنا
مذہب قرار دیتا ہے اور قرآن مجید
کے احکام پر عمل کرنے کو اپنا دستور
العمل سمجھتا ہے اس وقت مسلمان
کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور
حقیقی معنوں میں مسلمان وہ اس وقت

ہوتا ہے جب کامل طور پر اسلامی تعلیم پر
عمل کرتا ہے .... پس کافر کے
ہم ہرگز یہ معنی نہیں لیتے کہ ایسا شخص
محمد رسول اللہ کا منکر ہے۔ جو شخص کہتا
ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو مانتا ہوں اسے کون کہہ سکتا ہے کہ
تو نہیں مانتا۔" (الفضل ۲۷ مئی ۱۹۳۵ء)

یہ اٹھارہ سال پہلے کا بیان اس بات پر روشن دلیل ہے کہ عدالتی بیان سے پہلے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بات کی وضاحت فرما چکے ہیں کہ آپ کے نزدیک مسیح موعودؑ کا انکار کفر تو ہے۔ مگر آپ اس انکار کو کفر بمعنی سرے سے اسلام کا انکار نہیں سمجھتے۔ اور ایسے شخص کو جو مسیح موعود کا انکار کرے اور اسلام کو ماننے کا دعویدار ہو مسلمان کہلانے کا مستحق سمجھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ مسئلہ کفر و اسلام میں غیر مبایعین سے جو اختلاف پہلے رکھتی تھی۔ وہ اختلاف اب بھی موجود ہے۔ یہ نقطۂ اختلاف مولوی محمد علی صاحب مرحوم سابق امیر غیر مبایعین کے بیان سے ظاہر ہے۔ مولوی صاحب موصوف رسالہ "ردّ تکفیر اہل قبلہ" میں لکھتے ہیں:-

"ایسا شخص جو آپ کو (مسیح موعود کو) کافر
یا کاذب یا دجال کہتا ہے وہ تو ضرور فتویٰ
حدیث کے ماتحت خود کفر کے نیچے آتا ہے
لیکن ایسا کہنے والوں یا سمجھنے والوں کے علاوہ
جو لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے دعویٰ قبول
نہیں کیا یا ابھی بیعت نہیں کی وہ محض
انکار دعویٰ سے کافر نہیں ہو جاتے۔"
(ردّ تکفیر اہل قبلہ ص۴۵ ایڈیشن ہشتم مطبوعہ ۱۹۵۰ء)

جناب مولوی صاحب کی عبارت کا پہلا حصہ فریقین کو مسلّم ہے۔ مگر آخری فقرات ہمیں اس لئے مسلّم نہیں کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے
اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے
ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم
ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی
وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار
دیتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۶۳)

صدر انجمن احمدیہ نے تحقیقاتی کمیشن کے سامنے جو بیان پیش کیا تھا اس میں بھی شروع میں کفر کے لغوی بنیادی معنی بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسی تحریر کا اقتباس پیش کیا ہے۔ جس میں آپ نے کفر کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔

پس جماعت احمدیہ کے عقیدہ میں کسی تبدیلی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

مکتبۃ الفرقان

سلسلہ احمدیہ کی جملہ کتب آپ مکتبۃ الفرقان ربوہ سے طلب فرما سکتے ہیں۔ اس طرح آپ رسالہ الفرقان کی توسیع اشاعت میں امداد فرماویں گے۔ شکریہ۔ منیجر

مکتبۃ الفرقان ربوہ

الفرقان کے خاص معاونین

مندرجہ ذیل بزرگوں اور احباب نے رسالہ کی دس سالہ خریداری منظور فرما کر خاص اعانت فرمائی ہے۔ ایسے خریداران کو رسالہ بھی باقاعدہ بھیجا جاتا ہے اور ان کے لئے ہر ماہ یہ تحریک دعا بھی شائع کی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ انشاء اللہ العزیز دسمبر ۱۹۷۰ء تک جاری رہے گا۔
اب جو دوست اس تحریک میں شامل ہونا چاہیں وہ آٹھ سال کا چندہ پیشگی ارسال فرما کر شمولیت اختیار کر سکتے ہیں۔ (مینیجر الفرقان ربوہ)

ربوہ دار الہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب ایم ایس سی
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم اے غانا
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری یحییٰ احسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد جی صاحب الحجۃ آفیسر دار الرحمت
- جناب قریشی عبد الرشید صاحب ایل ایل بی

قادیان دار الامان

- حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب امیر جماعت
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ٹیلہ ماسٹر

- جناب سید شہامت علی صاحب ساہیہ رتن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب امین "
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب
- جناب حکیم چوہدری بدر الدین صاحب عامل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر
- جناب عبید اللہ صاحب فانی
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ
- جناب چوہدری عبد الحلیم خان صاحب مولوی فاضل
- جناب حافظ مبارک علی خان صاحب ولد احمد علی خان صاحب چنیوٹ

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۹۹ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب براچہ

- جناب شیخ عبد الرحمن صاحب آڑھتی
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ پتوکی۔
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برادرز نیلہ گنبد
- جناب [illegible] الدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب لاہور
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور ہر یکے ٹرانسپورٹ
- جناب محمد ابراہیم صاحب یافن پیڈ کو
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبد الحکیم خان صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب سردار بشیر احمد صاحب ایس ڈی او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن

- جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم بی بی
- جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستک
- جناب حافظ عبد الکریم صاحب
- جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینش
- جناب ایس۔ یو شیخ صاحب کو مینجنگ ڈائرکٹر کوٹر کمپنی لمیٹڈ
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکل
- جناب مسٹر اے۔ بی بھٹی صاحب
- جناب شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خان صاحب میاں محمد یوسف
- جناب مرزا عبد الرحمن صاحب
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب راوی
- جناب چوہدری فضل الرحمن صاحب مال
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکے
- جناب میجر چوہدری عزیز احمد صاحب لاہور چھاؤنی۔

- جناب عبدالرشید صاحب افریقی جسونت بلڈنگ
- جناب چوہدری منور لطف اللہ خانصاحب ایڈووکیٹ سمن آباد
- جناب حضرت اللہ پاشا صاحب ایم۔اے
- جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا

راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
- جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
- جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
- جناب کیپٹن محمد اسحٰق صاحب مری روڈ
- جناب محمد یونس صاحب فاروق سیٹلائٹ ٹاؤن
- جناب محی الدین صاحب بابڑا روڈ
- جناب سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ
- جناب کیپٹن اے۔یو۔ایڈ احمد صاحب
- جناب سید منظور علی صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن
- جناب ملک ظفر احمد صاحب کالج روڈ
- جناب ایم۔ اے غنی صاحب بی اے
- جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی اے
- جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی
- جناب قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی آف نیروبی
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب موٹر موڈرن لمیٹڈ
- جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

ضلع ملتان

- جناب ملک عمر علی صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع ملتان
- جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب
- جناب پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو فوڈ مین
- جناب چوہدری عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس بوریوالہ
- جناب ماسٹر نواب الدین صاحب ایم۔اے
- جناب شیخ محمد اسلم، محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ دنیا پور
- جناب چوہدری منور احمد خانصاحب حرم گیٹ ملتان
- جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب او میگا ریڈیو کمپنی۔
- جناب شیخ محمد منیر صاحب احمد دنیا پور
- جناب حکیم انور حسین محمود احمد صاحبان دواخانہ دارالشفاء خانیوال
- جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی
- جناب چوہدری عبداللطیف صاحب
- جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر پیراں غائب
- جناب شیخ عبدالغفور صاحب پٹواری نہر ہاہی سیپال

ضلع شیخوپورہ

- جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ
- جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالوی منڈی مریدکے۔
- جناب ڈاکٹر عمرالدین صاحب ڈن ملیریا آفیسر

ضلع گوجرانوالہ

- جناب عبدالرحمٰن صاحب صابر مینیجر سنگر مشین کمپنی
- جناب میاں برکت علی، غلام احمد صاحبان وزیر آباد
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والا
- جناب میاں محمد شریف صاحب غیاپورہ
- جناب چوہدری عبدالحمید صاحب نقاد بازار
- جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب ناگورا وزیر آباد
- جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے۔
- جناب سید سجاد حیدر صاحب واہنگو ضلع گوجرانوالہ (ربوہ)
- جناب نوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز وزیر آباد
- جناب میاں محمد خاں اکبر علی صاحبان ،،
- جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروقی نظام آباد۔
- جناب ملک منظور احمد صاحب پولی گیٹ وزیر آباد۔
- جناب میاں قمرالدین صاحب کھوکھر مرحوم گوجرانوالہ
- جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک
- جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب

ضلع جہلم

- جناب سیٹھی عبدالحق صاحب مین بازار

ضلع گجرات

- جناب چوہدری عبدالمالک صاحب شاہد کھاریاں
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گجرات
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبدالعزیز صاحب
- جناب مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب ملکوال
- جناب حوالدار مبارک احمد صاحب کھاریاں

ضلع سیالکوٹ

- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ نائب امیر جماعت احمدیہ
- جناب حکیم سید بیر احمد شاہ صاحب
- جناب چوہدری عبدالستار صاحب درگا نوالی
- جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں
- جناب میاں سلطان احمد خاں صاحب منڈیکے گورائیہ
- جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہدپور
- جناب چوہدری خالد سیف اللہ خانصاحب
- جناب میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ

• جناب ملانا عبدالمجید خانصاحب کنجروڑ

کوئٹہ

• جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
• جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
• جناب شیخ عبدالاحد صاحب تاجر
• مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
• جناب خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب
• جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب
• جناب محمد عبدالحق صاحب جنجوعہ میڈیکل ہال
• احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
• جناب خان عبدالوحید خان صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ڈی۔پی۔ایچ
• جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خانصاحب
• جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
• جناب چوہدری محمود احمد صاحب
• جناب عطاء الرحمٰن خان صاحب مصطفی روڈ

اضلاع سابق صوبہ سندھ

• جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
• جناب نصیر احمد خان صاحب ناصر خانپور
• جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب رئیس باڈہی
• جناب محمد عبداللہ صاحب " "
• جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ علاؤ الدین
• جناب چوہدری عطاء محمد صاحب گوٹھ امام بخش
• جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب
• جناب چوہدری برکت علی صاحب
گوٹھ سردار محمد پنجابی
• جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
• جناب رئیس عبدالحمید صاحب باندھی
• جناب چوہدری صادق احمد صاحب
دریا خان مری۔
• جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ
• جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم "
• جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب
پریذیڈنٹ نواب شاہ
• جناب چوہدری ننھے خان صاحب
گوٹھ ننھے خاں
• جناب چوہدری غلام رسول صاحب
گوٹھ غلام رسول
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی
امیر جماعت احمدیہ میرپور خاص
• جناب بابو عبدالغفار صاحب
رسالہ روڈ حیدرآباد
• مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جاپور
• جناب چوہدری شاہ دین صاحب
گوٹھ شاہ دین۔
• جناب فضل الرحمٰن خان صاحب
زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدرآباد
• جناب چوہدری فضل احمد صاحب
پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خاں
• جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد
• جناب حاجی قمر الدین صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب کرنڈی
• جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب
ڈیرہ نواب شاہ

بہاولپور شہر

• جناب عزیز محمد خان صاحب بہاولپور
• جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب اشرف

کراچی

• جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب سردار محمد بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ملک مبارک احمد صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹی والے
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب فردوس کالونی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
• جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر
• والدہ صاحبہ شیخ محمد رفیق صاحب
الیشو افریقن کمپنی کراچی
• جناب حافظ عبدالغفور صاحب ناصر
• جناب چوہدری محمد خالد صاحب
• جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
• جناب شیخ عبدالحفیظ صاحب بولٹن مارکیٹ روڈ
• جناب مہر شریف صاحب چغتائی
• محترمہ انور سلطانہ صاحبہ
بیگم ایم۔اے ارشاد صاحب
• جناب عبدالرزاق صاحب مہتہ
پیر الٰہی بخش کالونی
• جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے لا
• جناب مولوی صدر الدین احمد صاحب
• محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی صدر الدین احمد
• جناب میجر محمد عبداللہ صاحب مہار
• جناب ملک رشید احمد صاحب بندر روڈ
• جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
• جناب چوہدری شاہنواز خاں صاحب
شاہنواز لمیٹڈ
• جناب چودھری احمد مختار صاحب
المختار لمیٹڈ۔
• جناب چوہدری احمد جان صاحب اکبر منز
• جناب میجر عبداللطیف صاحب ائیر کنڈ
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب و
• جناب عبدالرحیم صاحب مدہوش مار
• جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور
• جناب مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی

بہاولنگر

• جناب چوہدری غلام مصطفٰے احمد الدین
چک 184/7-R
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور

بہاولپور علاقہ

جناب چوہدری غلام قادر صاحب کمیشن ایجنٹ
جناب چوہدری علم الدین صاحب
کمیشن ایجنٹ ہارون آباد۔
جناب مولوی محمد شفیع صاحب دکاندار
چک $\frac{167}{7\cdot R}$
جناب چوہدری بشیر احمد صاحب
چک $\frac{103}{6\cdot R}$
جناب چوہدری عبد العزیز صاحب باجوہ
ہارون آباد

پشاور

جناب محمد سعید احمد صاحب نشتر آباد
جناب الحاج نوابزادہ محمد امین خان صاحب بنوں
جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فاضل پشاور

لائل پور

جناب صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب
جناب مبارک علی صاحب راجباہ روڈ
جناب مولوی برکت علی صاحب لائق
لدھیانوی جڑانوالہ
جناب شیخ الحاج عبد اللطیف صاحب
جناب رانا محمد نعیم صاحب ولد رانا چراغدین صاحب
چک ۲۹۴ گ ب۔

دیگر اضلاع

جناب چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت منٹگمری
جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ "

- جناب شیخ محمد صاحب سکول ریاست اسٹیٹ
- جناب سردار امیر محمد خانصاحب قیصرانی
ڈیرہ غازیخان
- جناب قاضی محمد برکت اللہ صاحب ایم اے
سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر
- جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ
- جناب ڈاکٹر مرزا عبد الرؤف صاحب کیمبل پور
- جناب میجر حمید احمد صاحب کلیم میرپور آزاد کشمیر

مشرقی پاکستان

- جناب ایس۔ ایم حسن صاحب ڈھاکہ
- جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم
بخشی بازار روڈ۔ ڈھاکہ
- جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
- جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
- جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ
- جناب ڈاکٹر عبد الصمد صاحب
ڈی پی۔ ایچ۔ نارائن گنج
- جناب شیخ عبد الحمید صاحب ڈھاکہ
- جناب چوہدری سیف اللہ خانصاحب سیفی
- جناب ملا محمد فضل کریم صاحب ڈھاکہ
- جناب چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں
نارائن گنج
- جناب ملک محمد طفیل صاحب ڈھاکہ
- جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج
- جناب مسٹر ظفر احمد صاحب میاں اینڈ کمپنی ڈھاکہ

- جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ
- جناب چوہدری احسان اللہ صاحب "
- جناب میاں محمد انور، ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان
چٹاگانگ
- جناب احمد علاؤ الدین صاحب چٹاگانگ
- محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ "

بھارت

- جناب مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
- جناب مولانا بشیر احمد صاحب امیر جماعت کلکتہ
- جناب میاں محمد حسین صاحب "
- جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
- جناب کمال الدین صاحب مدراس
- جناب محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی
ایل ایل۔ بی حیدر آباد دکن۔
- جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدر آباد دکن
- جناب صدیق امیر علی صاحب مالابار
- جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ
- جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ
- جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل کلکتہ
- جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدر آباد دکن
- جناب سیٹھ معین الدین صاحب
چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر
- جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
- جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب
کلکتہ

لنڈن

- جناب چوہدری عبد الرحمٰن خانصاحب موڈ بیفامل
- جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق
نائب امام مسجد لنڈن

دیگر ممالک

- جناب صالح الشبیبی النہدی صاحب
سورابایا انڈونیشیا
- محترمہ امۃ النصیر صاحبہ
اہلیہ مکرم صالح الشبیبی صاحب
- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب
ایم۔ ایس سی۔ کماسی۔ غانا
- جناب مسٹر محمد ناظم خانصاحب نیروبی مشرقی افریقہ
- جناب افتخار احمد صاحب ایاز بکوبہ۔
- جناب ایم اے ظفر صاحب ایم۔ بی بی ایس
ٹابورہ ٹانگانیکا۔
- جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر روز ہل ماریشس
- جناب چوہدری عبد الستار صاحب کویت
- جناب ایم اے ہاشمی صاحب "
- جناب سید عبد الرحمٰن صاحب امریکہ
- احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا۔ بذریعہ
جناب مولوی رشید الدین صاحب
- جناب حکیم طاہر محمد صاحب سنگاپور ملایا
- جناب عبد العزیز جمن بخش صاحب امریکہ
- جناب ایم دائی ندیم صاحب نیروبی ایسٹ افریقہ
- جناب ڈاکٹر ایس اے لطیف صاحب عدن

(طابع و ناشر:۔ ابوالعطاء جالندھری۔ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت:۔ دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ)

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل شائع کی جاری ہیں تا اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔ (۳) وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتا رہے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے۔ وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال۔ اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ والسلام۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۶۹۸۱ میں عبد القیوم خواجہ ولد عبد اللہ احمدی قوم بٹ کشمیری پیشہ ... عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس آج بتاریخ ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری ماہوار آمد سلور جوبلی پنشن ۸۸ روپے ہے میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں نیز میری جائداد ایک مکان واقع محلہ دار الرحمت وسطی جو دس مرلہ میں ہے اور اس کی مالیت اس وقت تقریباً ۱۰۰۰۰/- دس ہزار روپے ہے اس کے بھی دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں اگر اپنی زندگی میں کوئی ادائیگی اپنے جائداد کے حصہ کی کر جاؤں تو وہ اس سے منہا سمجھی جائے میری وفات کے بعد اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم عبد القیوم خواجہ محلہ دار الرحمت وسطی مکان نمبر $\frac{8/7}{5}$ ربوہ گواہ شد ابو المنیر نور الحق پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ۔

گواہ شد بشیر احمد عفی عنہ قادیانی دفتر وقف جدید ربوہ ۶۳-۳-۱۹ —

نمبر ۱۶۹۸۲ میں میاں غلام احمد ولد بابو نواب دین صاحب قوم ارائیں پیشہ تجارت عمر ۲۹ سال تقریباً تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{9}{62}$ ۲۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری آمد ماہوار اندازاً مبلغ ۲۰۰/- روپے ہے (۲) میرے نام پر علیحدہ کوئی جائداد نہیں البتہ مشترکہ جائداد ہے جس کی تقسیم ابھی نہیں ہوئی جب ہوگی تو اپنے حصہ سے اطلاع دیدوں گا۔ اس مشترکہ جائداد میں سے میری ماہوار آمد نمبر ۱ میں شامل ہے (۳) میرا کلیم جس کی کاپی مجھے ملی ہوئی ہے مبلغ ۱۵۰/- روپے کا ہے لیکن ابھی تک نہ اس کی رقم ملی ہے نہ کوئی جائداد جب نصیب ہوگا تو اطلاع دے دوں گا۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد و آمد جو بھی ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ باقاعدہ ادا کرتا رہوں گا اور ۱/۱۰ حصہ وصیت پر شمار کیا جاوے میں اس کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے نام کرتا ہوں۔ العبد غلام احمد بقلم خود گواہ شد میاں غلام احمد ولد ...

مسجد احمدیہ امین پور بازار لائل پور گواہ شد منظور احمد ولد مبارک علی خان قائد ... علاقہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکز یہ سرگودھا ڈویژن مقیم لائل پور۔ گواہ شد ناصر احمد ولد الحاج امام محمد پریذیڈنٹ حلقہ پیپلز کالونی لائل پور شہر۔

نمبر ۱۶۷۹۲ میں غلام نبی ولد میاں علی محمد صاحب قوم مغل پیشہ زمیندارہ عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۷ء ساکن چک ۹۰/T.D.A ڈاکخانہ کروڑ ضلع مظفر گڑھ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ ستمبر ۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گزارہ جائداد کی آمد پر ہے اور میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی نہری رقبہ ۵ ایکڑ واقع چک ۹۰/T.D.A ضلع مظفر گڑھ ہے جس کی قیمت بازاری ریٹ کے مطابق پندرہ ہزار ہے ایک احاطہ دو کنال معہ مکان پختہ ... قیمت ایک ہزار روپیہ ہے جو میری ملکیت ہے میں اس کے ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو اپنی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی مجلس کارپرداز کو اطلاع دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الراقم سید لابت شاہ ... انسپکٹر وصایا کارکن دفتر وصیت ربوہ۔ العبد غلام نبی ولد علی محمد مرحوم مغل چک ۹۰/T.D.A ضلع مظفر گڑھ گواہ شد نور محمد ولد غلام نبی چک $\frac{10}{T.D.A}$ گواہ شد شریف احمد ولد محمد ابراہیم چک ۲۲۶ ڈاکخانہ مرشد ...ل تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ۔

نمبر ۱۶۷۹۹ میں مولوی فتح دین ولد چوہدری وزیر احمد صاحب قوم گوجر پیشہ کاشتکاری عمر ۱۷ سال تاریخ ۱۹۲۶ء ساکن چک ...

۱۳۸/۱۱ ای بی ڈاکخانہ گگو ضلع منٹگمری صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ فروری ۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گزارہ صرف جائداد آمد پر ہے اور میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ تین ایکڑ اراضی نہری واقع چک ۳۶/۱۱ ای بی جن کی قیمت ۸۴۷/- روپے فی ایکڑ کل قیمت ۲۵۴۰/- روپے ہے نیز ساڑھے چار ایکڑ اراضی نہری کا مزارع ہوں ہے اس کے متعلق جو بھی گورنمنٹ فیصلہ صادر کرے گی اسے مرکز کو مطلع کر دیا جائے گا فی الحال اس کی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی اور ذاتی ملکیت اراضی تین ایکڑ ہے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد فتح الدین بقلم خود۔ گواہ شد محمد الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ۳/۱۱ B.E ڈاکخانہ گگو ضلع منٹگمری۔ گواہ شد غلام رسول [illegible] ربوہ

نمبر ۱۶۹۹۷ — میں غوث محمد ولد کرم الٰہی صاحب قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر [illegible] سال تاریخ بیعت ۱۹۲۷ء ساکن چک ۵۲/۲ احاطہ جواہر [illegible] ڈاکخانہ تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں [illegible] کاشت کی ششماہی آمد ہے جو کہ اس وقت بذریعہ کاشتکاری [illegible] مبلغ تین صد روپے کے قریب ہوتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ راقم الحروف حافظ محمد عبد اللہ ولد شیخ امام الدین صاحب [illegible] مال انجمن احمدیہ [illegible]۔ العبد غوث محمد ولد کرم الٰہی جٹ ساکن ۵۲/۲ جواہر [illegible] ضلع شیخوپورہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد سید محمد ولد کرم الٰہی قوم جٹ ساکن [illegible] گواہ شد سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ [illegible] کارکن دفتر وصیت ربوہ۔

نمبر ۱۶۹۹۳ — میں مہر الدین ولد امام الدین قوم کشمیری خادم مسجد ڈسکہ عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن ڈسکہ ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک [illegible] مکان پختہ [illegible] واقعہ محلہ [illegible] کلاں تخمیناً جس کی قیمت پانچ صد روپے ہے اراضی موازی ۳ کنال بارانی جس کی قیمت ۵۰۰/- ہے کل میزان ایک ہزار روپیہ ہے جو میری ملکیت ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ سالانہ آمد پر ہے جو کہ اس وقت بذریعہ امام مسجد احمدیہ ڈسکہ مجھے اڑھائی من گندم ملتی ہے جس کی قیمت ۴۰/- روپے ہے میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ راقم الحروف بشیر احمد ولد میاں اللہ دتہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ڈسکہ۔ العبد مہر الدین ولد امام الدین گواہ شد مستری نور احمد ولد غلام حسین پرانا ہسپتال ڈسکہ گواہ شد چوہدری محمد شفیع ولد چوہدری نظام الدین جٹ ساکن ڈسکہ کلاں۔

نمبر ۱۶۹۹۹ — میں غلام علی ولد پیراں دتہ قوم قریشی پیشہ دکانداری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۷ء ساکن لائل پور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ دسمبر ۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت اراضی رقبہ پانچ مرلہ سفیدہ واقعہ منصور آباد لائل پور میں ہے جس کی قیمت بارہ صد روپے ہے جو میری ملکیت ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی اس کے علاوہ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت بذریعہ دکانداری مبلغ ایک صد روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ العبد غلام علی منصور آباد [illegible] گواہ شد سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ [illegible] لائل پور۔ گواہ شد محمد اشرف ولد صادق علی محلہ منصور آباد لائل پور [illegible] لائل پور۔

نمبر ۱۶۹۸۹ — میں چوہدری نور احمد [illegible] ولد چوہدری رحیم بخش قوم ارائیں پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن تخت ہزارہ ڈاکخانہ تحصیل [illegible] ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ دسمبر ۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اس وقت میری کوئی آمد نہیں زمین کی آمد کے علاوہ اگر کسی وقت کوئی اور آمد کا ذریعہ پیدا ہو گیا تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میری زمین جو ہندوستان میں تھی اس کے عوض جو یہاں

زمین ملی ہے وہ صرف ۱۸ کنال ہے اور یہ دریائی قسم کی زمین ہے اس زمین کی قیمت -/۵۰۰ روپے بحساب فی ایکڑ ایک ہزار ایک سو پچیس روپے بنتی ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کے ۱/۱۰ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی نیز میری وفات پر اس کے علاوہ اگر کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد نشان انگوٹھا چوہدری نور احمد صاحب [illegible] گواہ شد شیخ عنایت سکرٹری تعلیم و تربیت تخت ہزارہ گواہ شد امام الصلوٰۃ سید جناب شاہ مسجد احمدیہ تخت ہزارہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا۔ راقم الحروف محمد شریف لائبریری اسسٹنٹ شعبہ نصرت تعلیم الاسلام کالج ربوہ ضلع جھنگ ۱۱ دسمبر ۶۲ء

نمبر ۱۷۰۰۳ میں عبدالرحیم یونس ولد یونس حاجی موسیٰ قوم میمن پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۲۲ فروری ۱۹۵۵ء ساکن چٹاگانگ صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۳۵۵ روپے ہے میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ عبدالرحیم یونس میمن۔ گواہ شد عبدالحمید چیف میڈیکل آفیسر پی ای ریلوے چاٹگام وصیت نمبر ۴۴۵۲ گواہ شد میجر جی ایم اقبال [illegible] ڈی۔ ڈی ایس پی۔ ایسٹ پاکستان رائفلز ۹۸ ڈبل مورنگ چاٹگام وصیت نمبر [illegible] ۔ یکم مارچ ۶۳ء

نمبر ۱۷۰۰۴ میں عبدالحمید خان ولد [illegible] عبدالکریم خان صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن خوشاب ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ جنوری ۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اس وقت میری کوئی جائداد نہیں ہے میں محکمہ ٹی ڈی اے جوہرآباد ضلع سرگودھا میں ملازم ہوں اور اس وقت مجھے ماہوار پراویڈنٹ فنڈ کے شامل ہونے سے -/۱۵۵ ملتی ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی آمد نہیں ہے آئندہ اگر میں کوئی اور جائداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی نیز میں اپنی ماہوار آمد پر بھی ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ العبد عبدالحمید خان [illegible] خوشاب ضلع سرگودھا گواہ شد ملک محمد حسین مولوی فاضل سیکرٹری دعوۃ جماعت احمدیہ خوشاب۔ گواہ شد عبدالکریم خان [illegible] مربی سلسلہ احمدیہ خوشاب

نمبر ۱۷۰۰۵ میں چوہدری عطا محمد ولد چوہدری عبدالکریم قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن احمد نگر ڈاکخانہ [illegible] ضلع جھنگ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ فروری ۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں میری ملکیتی زمین واقعہ احمد نگر ضلع جھنگ میں [illegible] کنال الاٹ ہے اور اس کی بازاری قیمت مبلغ -/۳۵۰ روپے ہے اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بحصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع [illegible] اس کا چندہ ادا کرتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں بلکہ سالانہ آمد پر بھی ہے جو اس وقت مبلغ [illegible] روپیہ سالانہ ہے میں تا زیست اپنی سالانہ آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا العبد نشان انگوٹھا عطا محمد گواہ شد نور احمد احمد نگر ضلع جھنگ۔ گواہ شد محمد ابراہیم ابن چوہدری عطا محمد صاحب

نمبر ۱۷۰۰۶ میں [illegible] ولد شیخ [illegible] قوم شیخ [illegible] پیشہ وکالت عمر ۶۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۶ [illegible] ٹاؤن کراچی ۳ [illegible] بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۱۹۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے ایک مکان چار منزلہ واقعہ [illegible] کراچی میں ہے جو مجھے بطور [illegible] محکمہ [illegible] جائداد [illegible] کراچی [illegible] بتبادلہ جائداد [illegible] مشرقی پنجاب ہندوستان داخل ہوئے [illegible] قیمت [illegible] روپے [illegible] جس کا فیصلہ ہو چکا ہے [illegible] ایک [illegible] جو غیر منقولہ جائداد واقعہ [illegible] مشرقی پنجاب [illegible] کے تبادلہ میں [illegible] جائداد [illegible] کراچی کی منظوری سے میرے نام منتقل ہوا اس کی قیمت مبلغ دس ہزار روپے مقرر ہوئی ہے اس کا قبضہ ابھی حاصل نہیں ہو سکا ان ہر دو جائدادوں کے متعلق فریق ثانی نے عدالت میں دعوے دائر کر رکھا ہے [illegible] مقدمہ کا فیصلہ نہیں ہوا میرے حق میں فیصلہ ہونے پر مذکورہ جائداد میری ملکیت ہو جائے گی [illegible] تمام جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اس کے علاوہ مجھے پیشہ وکالت سے جو آمد حاصل ہوتی ہے جس کا تخمینہ ڈیڑھ ہزار روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی دسواں حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہوں گا اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بحصہ وصیت داخل [illegible] کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت

سے جائیداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔
العبد محمد بشیر احمد۔ گواہ شد محمد جمیل احمد اسپرومی ۲۰۶ کلفٹن لائن کراچی نمبر ۳۔
گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری دعایا کراچی۔

نمبر ۱۷۰۰۷۔ میں محمد صدیق ولد محمد عبد اللہ قوم شیخ پیشہ دکانداری عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت
اردسمبر ۱۹۶۱ء ساکن تبولہ ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ
۴ فروری ۱۹۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ایک رہائشی
مکان خام واقع تبولہ ضلع منٹگمری مالیت ایک ہزار روپیہ میری ملکیت ہے میں اس کی ۱/۱۰ حصہ کی
وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن
احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید
حاصل کروں تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی اگر اس کے بعد کوئی جائیداد
پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز ربوہ کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی
میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی
میرا گزارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت بذریعہ تجارت مبلغ تین صد روپے
ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ کرتا رہوں گا۔ راقم الحروف محمد صدیق ولد محمد عبد اللہ شیخ۔ العبد محمد صدیق بقلم خود
گواہ شد سید لائق شاہ ولد سید رمضان شاہ انسپکٹر دعایا۔ گواہ شد نذیر احمد ولد منشی فتح کریم
سیکرٹری مال جماعت احمدیہ منٹگمری۔

نمبر ۱۷۰۰۸۔ میں محمد اکرم شاہد ولد چوہدری محمد عالم قوم بسرا پیشہ طالب علمی عمر ۱۷ سال تاریخ
بیعت پیدائشی ساکن ۱۱/۷ ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس
بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ فروری ۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں
کوئی آمد کا ذریعہ ہے صرف والدین کی طرف سے ۱۰/- روپے بطور جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست
اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی
جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر
ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد محمد اکرم شاہد ۱۷/۲/۶۳
گواہ شد سید ولایت شاہ ولد رمضان شاہ مرحوم انسپکٹر دعایا۔ گواہ شد سید کلیم احمد
ولد سید محمد حسین شاہ مرحوم قائم مقام پریذیڈنٹ کیمپ ۱۱/۶ ضلع منٹگمری۔

نمبر ۱۷۰۰۹۔ میں مراد علی ولد خداداد قوم سندھو راجپوت پیشہ زرگر عمر ۶۵ سال تاریخ
بیعت دسمبر ۱۹۳۰ء ساکن گلی ماسٹر اسمٰعیل محلہ بخشے والا گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ
آج بتاریخ ۱۳ دسمبر ۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد ایک پختہ مکان قیمتی ۶۰۰۰/- روپیہ کا ہے
جو شہر گوجرانوالہ محلہ بخشے والا میں واقع ہے میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد اور ما سوا جو بھی ہوگی اس کے
۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں
یا وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ ہوگی۔ العبد مراد علی بقلم خود۔ گواہ شد محمد عبد اللطیف باغبانپورہ گوجرانوالہ۔ گواہ شد
اقبال محمد خان معرفت ۱۸۵۶ مکان ۲۵/۲ گلی ۱۹۔ اسلام آباد گوجرانوالہ

نمبر ۱۷۰۱۰۔ میں محمد جمیل ولد محمد صدیق قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۲۵ سال تاریخ ۱۷/۳/۴۴
ساکن نڈلیانوالہ بازار امین پور بازار ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۱/۶۲
حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں کیونکہ میرے والد بزرگوار بفضل خدا زندہ ہیں
میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت بذریعہ تجارت مبلغ یک صد روپیہ ہے میں تازیست اپنی آمد کا
جو بھی ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس
کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز
میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔
العبد محمد جمیل ولد محمد صدیق بقلم خود دوکان کاٹن ضلع لائلپور۔ گواہ شد غلام رسول بقلم خود
پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ماموں کانجن۔ گواہ شد سید ولایت شاہ ولد رمضان شاہ مرحوم انسپکٹر دعایا

نمبر ۱۷۰۱۱۔ میں ریاض احمد ولد چوہدری محمد طفیل صاحب قوم جٹ (دھکڑ) پیشہ ملازمت عمر
۲۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن B/13 پیپلز کالونی لائلپور بقائمی
ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں نے ۲۷ ایکڑ
زمین چوبیانی نور گڑھ۔ رنوڑ ضلع لاڑکانہ میں واقع ہے بحساب ۱۵۷ روپے فی ایکڑ حال ہی میں
خریدی ہے جس کی کل قیمت ۵۵۰۰ روپے بنتی ہے آدھی رقم گورنمنٹ کو ادا کر چکا ہوں بقایا نصف رقم
۲ سال کے اندر اندر ادا کرنی ہے جس کے بعد یہ زمین میری مکمل ملکیت ہو جائے گی اس کے علاوہ میرے پاس
ایک موٹر سائیکل ہے جس کی قیمت ۲۸۰۰/- روپے ہے اس سب جائیداد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ کرتا ہوں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت بذریعہ ملازمت ۳۲۸/- روپے ماہوار ہے میں
تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اس پر بھی
یہ وصیت حاوی ہوگی میرے والد بفضل خدا حیات ہیں ان کی طرف سے جو بھی زمین اور مکانات حصہ ملیگا اس
کے ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ کی مالک
صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد چوہدری ریاض احمد ولد
چوہدری محمد طفیل مکان نمبر ۱۳۵۲ بی۔ پیپلز کالونی لائلپور۔ گواہ شد مرزا رشید بیگ بنگلہ نمبر ۲۰۱۴
بادشنگ لعل پی آئی ڈی سی داؤد خیل۔ گواہ شد کریم احمد نعیم صدر جماعت احمدیہ راولپنڈی۔

نمبر ۱۷۰۱۲۔ میں سید کلیم احمد ولد ڈاکٹر سید محمد حسین مرحوم قوم سید پیشہ طالب علمی عمر ۲۳ سال
تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ۱۱/۶ ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ
۱۰ فروری ۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرا گزارہ جائیداد کی آمد پر ہے اور میری جائیداد حسب ذیل ہے
کل جائیداد مشترکہ ہے جس میں دو بھائی دو بہنیں اور ایک والدہ حصہ دار ہیں کل جائیداد ۵۶ ایکڑ
اراضی زرعی نہری واقع چک ۱۱/۶ ضلع منٹگمری اور دو عدد احاطہ جات ان میں سے شرعی طور پر والدہ صاحبہ
کا حصہ منہا کر کے ۱/۳ حصہ میرا ہے یعنی ۱۶ ایکڑ ایک کنال احاطہ جس کی مالیت ۱۰۰۰/- روپے بنتی
ہے جو میری ملکیت ہے میں اس کے ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میں اپنی

[illegible]

"الفردوس"

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دُکان ہے

الفردوس

۸۵- انارکلی- لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

آنکھوں کے لئے مفید ترین متعدد جڑی بوٹیوں کا جوہر جو پچاس سال سے زائد استعمال و تجربہ کے بعد پیش کیا گیا ہے۔ بچوں، عورتوں اور مردوں سب کی آنکھوں کے لئے بہت مفید ہے۔ خارش، پانی بہنا، بھمنی، ضعفِ نظر کا بہترین علاج ہے۔ ہر طرف سے تعریفی خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ قیمت دس آنہ ——— سوا روپیہ۔

شفاء اٹھراء (گولیاں)

علاج اٹھراء اور محافظت جنین کے لئے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہترین تجویز۔ قیمت کورس سولہ روپے

اکسیر معدہ

پیٹ درد۔ نفخ۔ ضعف ہضم کمی بھوک۔ دائمی قبض کھٹے ڈکار اور ہیضہ کے لئے مفید دوا ہے۔
قیمت چھوٹی شیشی دس آنہ۔ بڑی شیشی ایک روپیہ

نوٹ:۔ ہر قسم کے خالص اور عمدہ عرق، شربت اور معجونات وغیرہ کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائیں!

المشتہر:۔ خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ۔ گولبازار ربوہ

(طابع و ناشر:۔ ابوالعطاء جالندھری ٭ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت:۔ دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ)

تحریری مناظرہ (مفت)

جناب ڈاکٹر عبداللطیف صاحب آف عدن کا نیک نمونہ

احباب جماعت فوری توجہ فرمائیں!

آپ نے "تحریری مناظرہ" مابین پادری عبدالحق صاحب اور خاکسار کے متعلق سیدی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی رائے اسی رسالہ کے ٹائیٹل صفحہ ب پر ملاحظہ فرمالی ہے۔ اب آپ کا فرض ہے کہ اس مفید کتاب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور پڑھے لکھے عیسائیوں تک بھی اسے پہنچائیں۔ ارادہ ہے کہ کم از کم ایک ہزار علم دوست عیسائیوں کو یہ کتاب تحفۃً پیش کی جائے تا وہ اندازہ لگا سکیں کہ ان کے بزعم خویش "فاتح قادیان" احمدیت کے دلائل کے سامنے کس طرح عاجز ہو رہے ہیں۔ دوست خود یہ کتاب خرید کر عیسائیوں اور دوسرے احباب تک پہنچا کر فریضۂ تبلیغ ادا کریں یا مینجر مکتبہ الفرقان ربوہ کے نام رقم بھیج کر ثواب میں شریک ہوں۔ اس سلسلہ میں تازہ ترین مثال یہ ہے کہ جناب ڈاکٹر عبداللطیف صاحب آف عدن نے اپنی اور اپنے والد صاحب محترم کی طرف سے یکصد کتاب خرید فرمائی ہے۔ جزاہ اللہ خیراً۔ ایسے دس بیس اصحاب کے ذریعہ فوری مطلوبہ تعداد پوری ہو سکتی ہے۔ احباب جلد توجہ فرمائیں۔ جزاھم اللہ خیراً۔

دوسرا اعلان اس سلسلہ میں یہ ہے کہ جو احمدی دوست خود خرید نہ سکیں لیکن وہ یہ وعدہ کریں کہ کتاب پڑھ کر وہ کسی تعلیم یافتہ عیسائی کو پہنچائیں گے وہ صرف چھ آنے کے ٹکٹ اخراجات ڈاک کے لئے مینجر مکتبہ الفرقان ربوہ کو بھیج دیں ان کو کتاب "تحریری مناظرہ" مفت پہنچ جائیگی انشاء اللہ۔ بہ رعایت [illegible]

نیز جو دوست ہمیں پڑھے لکھے عیسائی بھائیوں کے پتے بھجوائیں گے ہم ان کے بھی بہت ممنون ہوں گے۔

اس سلسلہ میں جملہ خط و کتابت و ترسیل رقوم مینجر الفرقان ربوہ کے نام ہونی چاہیئے۔!

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری